مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ

انصار الدین

ستمبر/اکتوبر 2024ء | تبوک/اخاء 1403 ہجری شمسی | ربیع الاول/ربیع الثانی 1446 ہجری | جلد 21 نمبر 5

مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ

بَنَى اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ

جس نے اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی۔ اللہ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔

صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ حدیث:533

وَسِّعْ مَكَانَكَ

"تو اپنے مکان کو وسیع کر"

(الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

کارڈف مسجد

مجلس انصار اللہ یوکے کا ایک پراجیکٹ



جس نے اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی۔ اللہ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔

صحیح البخاری: 450

عطیہ برائے "کارڈف مسجد"

انصار کارڈف مسجد کی تعمیر کے لئے اپنے وعدہ جات اور اور عطیہ جات اس لنک یا QR Code پر جمع کروائیں۔

https://ansar.org.uk/bait-ul-raheem-mosque-promise-in-cardiff/

www.chanda.ansar.org.uk



pay Online
through this link &
through this QR code

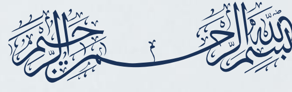


مزید راہنمائی کے لئے اس ویب سائٹ کا وزٹ کریں۔

https://ansar.org.uk/bait-ul-raheem-mosque-promise-in-cardiff/

دیگر احباب جماعت بھی اپنا چندہ آن لائن آن لائن پورٹل کے ذریعہ جمع کروا کر اس مالی قربانی میں حصہ لے سکتے ہیں۔

https://chanda.org.uk



نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ

انصار الدین

ستمبر/اکتوبر 2024ء | تبوک/اخاء 1403 ہجری شمسی | ربیع الاول/ربیع الثانی 1446 ہجری | جلد 21 نمبر 5

مجلس انصار اللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ کیا آپ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات اور احمدیوں کی حفاظت کے لیے روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

صدر مجلس: صاحبزادہ مرزا وقاص احمد

قائد اشاعت: جلال الدین

مدیر: محمود احمد ملک

نائبین: صفدر حسین عباسی
میر انجم پرویز

"Ansaruddin" 33 Gressenhall Road, London, SW18 5QH, United Kingdom e-mail address: ansaruddin@ansar.org.uk

ادا ریہ

کارڈف (ویلز) میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے اصحاب نے حقیقی اسلام کا پیغام دیار مغرب میں پہنچانے کے لیے جو بے لَوث قربانیاں پیش کی تھیں اُنہیں ہمارے ربّ نے قبولیت کا شرف عطا فرمایا ہے۔ مثلاً ماموریت کے ابتدائی ایام میں ہی حضرت مسیح موعودؑ نے بارہ ہزار کے قریب اشتہارات دعوتِ اسلام پر مشتمل بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک مختلف اقوام کے پیشواؤں، امیروں اور والیانِ ممالک کے نام ارسال فرمائے ان میں برطانیہ کے شہزادہ ولی عہد (دی پرنس آف ویلز)، وزیر اعظم برطانیہ مسٹر گلیڈسٹون اور شہزادہ بسمارک کو بھی خطوط لکھے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۵۶)

خلافتِ اولیٰ میں برطانیہ میں پہلے احمدی مبلغ حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ تشریف لائے اور پھر خلافتِ ثانیہ میں وقفے وقفے سے بہت سے اصحاب احمد کو دعوت الی اللہ میں اُن کے مددگار کے طور پر یہاں بھجوایا جاتا رہا۔ ان کی مساعی سے انگلستان کے علاوہ سکاٹ لینڈ اور ویلز کے چیدہ چیدہ مقامات پر بھی تبلیغی کاوشیں جاری رہیں۔ ویلز (Wales) کی سیاسی تاریخ یوں ہے کہ ۱۲۸۴ء میں انگلستان کی عملداری میں آ چکا تھا جس کی وجہ سے ان دو ممالک کے درمیان سیاسی وجوہات کی بنا پر اتحاد کی صورت پیدا ہو گئی تھی جو آہستہ آہستہ مستحکم ہوتی گئی یہاں تک کہ ۱۵۳۶ء میں ان کے مابین ایک ایسا مضبوط تر سیاسی جوڑ عمل میں آیا کہ دو الگ الگ ملک ہونے کے باوجود انگلینڈ اینڈ ویلز کے نام سے گویا ایک ہی نام کی مملکت بن گئی۔ ویلز جب علیحدہ تھا تو وہاں کا حاکم اعلیٰ پرنس آف ویلز کہلاتا تھا لیکن دونوں ممالک کے یکجا ہونے کے بعد یہ نشان انگلستان کے شاہی خاندان کے ولی عہد شہزادہ کے لیے مختص ہو گیا اور تب سے یہ امتیازی نشان بدستور انگلستان کے ولی عہد شہزادہ کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے۔ ویلز کا صدر مقام کارڈف (Cardiff) ہے۔ چنانچہ اُس دَور میں کارڈف (ویلز) میں ایک خاتون عائشہ نور نے بیعت کی اور تبلیغ کے کام میں جوش اور ولولہ سے حصہ لینے لگیں۔ ان کی تبلیغ کو اللہ تعالیٰ نے پھل لگایا۔ ایک خاتون جو ایک عرب کی بیوی تھیں اور ان کا نام میبل ایما علی (Mrs. Mabel Emma Ali) تھا ان کے ذریعہ مسلمان ہوئیں۔ ان کا اسلامی نام صفیہ رکھا گیا۔ مسز صفیہ میبل ایما علی لکھتی ہیں: ”میں محسوس کرتی ہوں کہ تبدیلی مذہب کے وقت سے گویا ایک نئی دنیا میں داخل ہو گئی ہوں۔ لاریب اسلام بہترین مذہب ہے۔ میں اپنے بیٹے کی بھی اسی دین کے مطابق تربیت کروں گی۔“ (الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۲۰ء)

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے قلب مبارک میں تبلیغ اسلام کا اس قدر جوش پایا جاتا تھا کہ ولی عہد شہزادہ ویلز جو تخت نشینی کے بعد ایڈورڈ ہشتم کہلائے (اور دستبرداری کے بعد ڈیوک آف ونڈسر) دسمبر ۱۹۲۱ء میں جب ہندوستان آئے تو اُن کی آمد پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی تصنیف لطیف ”تحفہ شہزادہ ویلز“ کے ذریعہ اُنہیں دعوت اسلام دی اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت کے نشان کے طور پر اُنہیں ان الفاظ میں تحریک فرمائی کہ ”آپ اپنے رسوخ سے کام لے کر پادریوں کو تیار کریں جو اپنے مذہب کی سچائی کے اظہار کے لیے بعض مشکل امور کے لیے دعائیں مانگیں اور بعض ویسے ہی مشکل امور کے لیے جماعت احمدیہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرے مثلاً سخت مریضوں کی شفا کے لیے جن کو بذریعہ قرعہ اندازی کے آپس میں تقسیم کر لیا جائے۔ پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس کی سنتا ہے اور کس کے منہ پر دروازہ بند کر دیتا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کریں گے کہ ان کے دل محسوس کرتے ہیں کہ خدا کی برکتیں ان سے چھین لی گئی ہیں تو پھر اے شہزادہ! آپ سمجھ لیں کہ خدا نے مسیحیت کو چھوڑ دیا ہے اور اسلام کے ساتھ اپنی برکتیں وابستہ کر دی ہیں۔ (تحفہ شہزادہ ویلز بحوالہ ”انوار العلوم جلد نمبر ۶ صفحہ ۵۲۹ طبع اول)

شہزادہ نے یہ کتاب بڑے ادب و احترام کے ساتھ قبول کی اور ان کے چیف سیکرٹری مسٹر ڈی مانٹمورنسی نے شہزادہ کی طرف سے بہت بہت شکریہ کے ساتھ اس کتاب کی رسید گی کی اطلاع حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب کو قادیان میں بذریعہ خط دی۔ (ریویو مارچ تا مئی ۱۹۲۱ء)

اس کتاب کے ۴ درجن نسخے انگلستان بھجوائے گئے۔ حضرت مولوی مبارک علی صاحب (بی اے بی ٹی بوگرا بنگال) مبلغ انچارج برطانیہ یکم جون ۱۹۲۲ء کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں: ”تحفہ شہزادہ ویلز کی چار درجن کتب مرکز سے موصول ہوئیں۔ چند کاپیاں فروخت کی گئیں، باقی نسخے صاحب علم، معزز لوگوں، لندن کے بڑے بڑے اخباروں کے ایڈیٹروں کے علاوہ پروفیسر بی۔ ایچ۔ براؤن (کیمبرج) پروفیسر نکلسن (کیمبرج) پروفیسر سرٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ مصنف ”دعوت اسلام“، لارڈ بلفور، لارڈ ہیڈلے، وزیر اعظم، وزیر ہند، سائنسدان اور محقق علوم طبعیات Sir Olivor Lodge، اور سر آرتھر کانن

ڈائل (یورپ میں تحریک روحانیت کے ایک بڑے لیڈر) کو تحفۃً پیش کیے گئے۔'' (الفضل ۶؍جولائی ۱۹۲۲ء)

اخبار ڈیلی ٹیلی گراف لندن نے اپنی ۶؍جون ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں تحریر کیا:

''پرنس آف ویلز کو سیاحت ہند کے دوران جو متعدد ایڈریس پیش کیے گئے ان میں سے ایک جماعت احمدیہ کے معزز اراکین کی طرف سے بھی تھا۔ یہ جماعت خالص مذہبی جماعت ہے جو تقریباً تیس سال ہوئے پنجاب میں قائم کی گئی تھی۔ اس کے بڑے بڑے عقائد میں سے ایک عقیدہ جس کی بنیاد خالص اسلامی احکام پر رکھی گئی ہے یہ ہے کہ ہر اس حکومت کی وفادار رعایا رہے گی جس کے ماتحت مذہبی آزادی حاصل ہو۔ یہ ایڈریس پیش کرنے والے اراکین نے بیان کیا کہ یہ حقیقی آزادی چونکہ انہیں گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت حاصل ہے اس لیے وہ اس سے بے وفائی نہیں کر سکتے۔''

الغرض ویلز اور ویلش قوم کے ساتھ جماعت احمدیہ کا تعلق بھی اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ جماعت احمدیہ کا اس ملک میں باقاعدہ قیام۔ تاہم خلافت احمدیہ کی برطانیہ ہجرت کے بعد جو عظیم الشان ترقیات خدا تعالیٰ نے احمدیت کو عطا فرمائی ہیں اُن میں یورپ بھر میں بڑی بڑی جماعتوں کا قیام اور اُن کے ذریعے احمدیہ مساجد کی کثرت سے تعمیر 'تاریخ احمدیت' کا ایک روشن باب ہے۔ دراصل یہی وجہ ہے کہ ویلز میں احمدیہ مسجد اور مرکز تبلیغ کے قیام کی ضرورت ایک عرصے سے محسوس کی جا رہی تھی۔ لیکن اس راہ میں حائل مشکلات (جن کا مختصر بیان گزشتہ ایک شمارے میں کیا جا چکا ہے) کے نتیجے میں یہ منصوبہ قریباً دس سال تک التوا کا شکار رہا۔ اگرچہ لمبی قانونی مشکلات اور مخالفت کی غیر متوقع صورتحال سے اندازۂ خرچ میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا اور اس کے لیے مزید عطایا کا حصول ناگزیر ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایک سو سال قبل جب مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا تو اس مسجد کی تعمیر کے لیے گراں قدر قربانی پیش کرنے کی سعادت پانے والوں میں اکثریت ایسے غرباء اور سفید پوش درویش صفت احمدیوں کی تھی جنہیں پیٹ بھر کر روٹی بھی میسر نہیں تھی اور تن ڈھانپنے کے لیے اکثر اُن کے پاس اتنے ہی کپڑے ہوتے تھے جتنے موسم کی شدّت سے بچنے کے لیے ضروری ہوا کرتے تھے۔ ان... میں ہماری وہ مائیں بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر یا پہلے سے کی ہوئی کسی بچت کو اپنی ذاتی ضروریات کی بجائے خلیفہ وقت کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور نہ صرف پیش کر دیا بلکہ اپنے آنسوؤں سے اپنے ربّ کے حضور گریہ کناں بھی ہوئیں کہ وہ اس عاجزانہ کاوش کو قبول فرمالے اور اسلام احمدیت کی ترقی کے لیے پیش کی جانے والی یہ ادا محبوبِ حقیقی کی نگاہ میں محبوب ٹھہرے۔

قارئین محترم! گزشتہ ایک صدی کی عظیم الشان ترقیات پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے آج ہم گواہی دے سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے غریب اور بیکس جماعت کی پیش کی جانے والی ان حقیر قربانیوں کی قبولیت کے لیے شدّت جذبات سے بہنے والے آنسوؤں کو اپنی رحمت سے قبول فرماتے ہوئے اُن کی اولادوں کو ایسی برکتوں اور نعمتوں کا وارث بنا دیا ہے جن کا شمار بھی شاید ممکن نہیں۔ اپنے ربّ کے ان بے پایاں احسانات پر ہم آج جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔ لیکن غور طلب امر یہ بھی ہے کہ کیا شکر گزاری کا یہ احساس ہم میں احساس ذمہ داری بھی پیدا کرتا ہے۔ کیا ہم آج اپنی نسلوں کو دائمی برکات کا وارث بنانے کے لیے خود بھی قربانیوں کے اعلیٰ معیار پیش کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ اور اپنے ربّ کے حضور ایسی عاجزانہ قربانیاں پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جنہیں ہمارا ربّ قبول فرما کر ہماری اولادوں کے لیے امن و سلامتی اور خیر و برکت کی راہیں مزید کشادہ کرتا چلا جائے۔

یاد رہے کہ کارڈف میں مسجد کی تعمیر ہماری منزل نہیں ہے بلکہ جاری رہنے والی ترقیات کا محض ایک زینہ ہے۔ یہ ہماری ذمہ داریوں کا صرف عشر عشیر ہے۔ انگلستان کے احمدیوں کا فرض ہے کہ خلفائے احمدیت کے دلوں میں تبلیغ اسلام اور قرآن کریم کی حقیقی تعلیمات کے فروغ کا جو جوش پایا جاتا ہے اُسے اپنے دلوں میں بھی محسوس کریں اور اُسی درد دل کے ساتھ اپنے ہر ہم وطن تک حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے سعی کریں اور جہاں بھی ممکن ہو خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لیے مساجد تعمیر کرتے چلے جائیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد ہم میں سے ہر ایک کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

''اگر آپ انگلستان کی تاریخ پر ایک مجموعی نظر ڈالیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ انگلستان کی ترقی غیر معمولی مشکلات کے موقع پر ایسے حوادث کے ذریعے ہوتی رہی ہے جسے گو بعض اتفاق حسنہ کہہ دیں لیکن بصیرت رکھنے والے انسان ان میں خدا تعالیٰ کے فضل کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ اتفاق حسنہ ایک منفرد واقعہ کا نام ہوتا ہے لیکن انگلستان کی پچھلی چھ سو سالہ تاریخ بتاتی ہے کہ اس قسم کے غیر معمولی حوادث جن کے ذریعے سے انگلستان کی بعض تاریک ترین گھڑیاں بعد میں اس کی روشن ترین ساعتیں ثابت ہوئی ہیں، ایک لمبے سلسلہ میں منسلک ہیں۔ جن کی کڑیوں کو الگ الگ دیکھ کر گو اتفاق حسنہ کہا جا سکے لیکن جنہیں مجموعی نظر سے دیکھ کر خدا تعالیٰ کی مشیت کے سوا کسی اَور سبب کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ کی یہ خاص نگاہ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انگلستان سے کوئی خاص کام لینا چاہتا ہے اور وہ کام وہی ہے جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بذریعہ الہام بتایا۔ یعنی ایک دن انگلستان اسلام کو قبول کر کے اس طرح خدا تعالیٰ کی بادشاہت کا وارث ہونے والا ہے جس طرح اس نے دنیا کی بادشاہت سے ورثہ پایا ہے۔ انگلستان جس قدر بھی خوش ہو بجا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ ٹھہرا۔ وہ ایک دلہن ہے جسے آسمانی دولہا نے اپنے لیے پسند کر لیا، ایک موتی ہے جو جوہری کی نگاہ میں جچ گیا، ایک درخت ہے جسے باغباں نے باغ کے وسط میں لگایا۔'' (انوار العلوم جلد 12 صفحہ 42)

(محمود احمد ملک)



درس القرآن

وَ اَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا۔(الجن:19)

یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

یہ ہے وہ تعلیم جس پر عمل کرتے ہوئے جماعت احمدیہ اپنی مساجد کی تعمیر کرتی ہے اور اس میں عبادت کے لیے جاتی ہے۔ ہماری مساجد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ایک نشان ہوتی ہیں اور ہونی چاہئیں۔ اللہ کرے کہ آپ کو اس مسجد کی جلد سے جلد تکمیل کی بھی توفیق عطا ہو اور اللہ کرے جن لوگوں نے اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے کے لیے وعدے کیے ہوئے ہیں وہ جلد ان وعدوں کو پورا کر سکیں اور جنہوں نے حصہ نہیں لیا وہ جلد اس میں حصہ لینے کی توفیق پائیں۔ اللہ کرے کہ اس مسجد کی تعمیر ان تمام دعاؤں سے حصہ لینے والی ہو اور اس کی تعمیر میں حصہ لینے والے اور اس میں نمازیں پڑھنے والے بھی ان تمام دعاؤں کے وارث ہوں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے کی تھیں۔ آپ کی اولاد در اولاد اور آپ کی آئندہ نسلیں بھی تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس مسجد میں آنے والی ہوں اور آپ کی یہ مسجد بھی اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں بنائی جانے والی مساجد میں شمار ہو جس کی بنیادیں تقویٰ پر اٹھائی گئی تھیں۔ وہ ایسی بابرکت مسجد ہے کہ اس کی بنیادیں تقویٰ پر اٹھائے جانے کی گواہی خدا تعالیٰ نے دی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقۡوٰی مِنۡ اَوَّلِ یَوۡمٍ (التوبۃ:108) یعنی وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ وہ مسجد ایسی تھی کہ جس کی دیواریں کچی تھیں جس کی چھت کھجور کی خشک ٹہنیوں سے ڈالی گئی تھی اور جس کے فرش پر بارش کے موسم میں چھت ٹپک کر کیچڑ ہو جایا کرتا تھا۔ اور جب اس میں نمازیں پڑھنے والے تقویٰ شعار لوگ نمازیں پڑھا کرتے تھے تو ان کے ماتھوں پر کیچڑ لگ جایا کرتا تھا۔ لیکن وہ کیچڑ بھی ان کے تقویٰ پر ایک مہر ہوتا تھا۔ اس مسجد میں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والے اور اللہ کی مخلوق کے حق ادا کرنے والے بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے، درس سنا کرتے تھے۔ اور وہاں پر آنے والے نیک اور پاکباز لوگ وہ لوگ تھے جو اپنی نیکی اور تقویٰ کو بڑھانے کے لیے آتے تھے اور اس مقصد کے لیے بے چین رہتے تھے اور ان کی اسی ادا کو خدا تعالیٰ بھی پسند کرتا اور ان سے محبت کرتا تھا۔ کیونکہ وہ بے چین ہوتے تھے خدا کی عبادت کرنے کے لیے، کیونکہ وہ بے چین ہوتے تھے نبی پاک ﷺ کی باتیں سننے کے لیے جو کہ خدا تعالیٰ کا محبوب ترین نبی تھا۔ ان پاکباز لوگوں کی پاکیزگی کی گواہی خدا تعالیٰ نے یوں دی ہے۔ فرمایا: فِیۡہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّتَطَہَّرُوۡا وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُطَّہِّرِیۡنَ (التوبۃ:108) یعنی اس میں آنے والے ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں اور اللہ پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ پس اگر ہم نے مسجدیں بنانی ہیں اور یقیناً بنانی ہیں اور اگر ہم نے ان مسجدوں کو آباد کرنا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ یقیناً کرنا ہے تو پھر ہماری مسجدیں بھی اس مسجد کی تتبع میں بنائی جانی چاہئیں اور بنائی جاتی ہیں جس کی بنیادیں تقویٰ پر تھیں اور جس میں آنے والوں، عبادت کرنے والوں اور بیٹھنے والوں کا محور خدائے واحد تھا اور وہ لوگ خدائے واحد کے علاوہ کسی کو نہیں پکارتے تھے۔ مخفی شرکوں کو بھی انہوں نے اپنے سے کوسوں دور بھگا دیا تھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنے کے لیے بے چین اور بے قرار ہوتے تھے تبھی تو خدا تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاکیزگی کی گواہی دی ہے اور ان سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن کیا خدا تعالیٰ کے یہ پیار کے اظہار انہیں لوگوں پر ختم ہو گئے ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ کے خزانے محدود تھے کہ پہلوں پر آکر ختم ہو گئے؟ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کے خزانے تو لا محدود ہیں۔ پس جب اس کے خزانے لا محدود ہیں تو پھر آج بھی وہ انہیں تقسیم کر سکتا ہے اور کرتا ہے بشرطیکہ بندہ بھی ان شرائط پر عمل کرے، ان حکموں پر عمل کرے جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ خدائے واحد کو پکارے، ان مسجدوں کو اس کی عبادت کے لیے خالص کرے اور آباد کرے۔

(خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17/جون 2005ء سے انتخاب)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس ہمیں ان ایمان لانے والوں میں سے ہونا چاہیے جو مسجدوں کو آباد کرنے والے ہیں اور مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ ایک نماز سے دوسری نماز تک انتظار کرتے ہیں۔ (سنن الترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی الحب فی اللہ حدیث 2391، ابواب الایمان باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ حدیث 2617)

محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجد نبوی کی تعمیر نو اور توسیع کا ارادہ فرمایا تو کچھ لوگوں نے اسے ناپسند کیا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ اس مسجد کو اس کی اصل حالت میں ہی رہنے دیا جائے۔ یہ سن کر آپ (حضرت عثمانؓ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ مِثْلَہٗ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔ (مسلم کتاب المساجد باب فضل بناء المساجد والحث علیھا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو وہاں کچھ کھا پی لیا کرو۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مساجد جنت کے باغ ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ان سے کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب حدیث فی اسماء اللہ الحسنیٰ مع ذکرھا تماماً)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہروں میں سب سے پسندیدہ جگہ اس کی مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ اُس کے بازار ہیں۔ (مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے نماز کے لیے نکلے اور یہ دعا کرے کہ اے میرے اللہ! مَیں تجھ سے اس حق کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں جو تُو نے سوالیوں کے لیے اپنے اوپر واجب کر رکھا ہے اور مَیں تجھ سے اپنے اس چلنے کے حق کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں، کیونکہ مَیں فخر و مباہات یا ریاکاری اور شہرت کے لیے نہیں نکلا بلکہ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا کا مورد بننے کے لیے نکلا ہوں۔ پس مَیں تجھ سے اس بات کا سوالی ہوں کہ تُو مجھے آگ سے بچا اور میرے گناہ بخش دے کیونکہ کوئی بھی گناہ نہیں بخش سکتا مگر تُو۔ (اگر وہ یہ دعا کرے تو) اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کے ساتھ اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس شخص کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب المساجد والجماعت)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا کرتے: مَیں خدائے عظیم کی، اُس کی ذاتِ کریم کی اور اس کے سلطانِ قدیم کی پناہ چاہتا ہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے۔

... آپؐ نے فرمایا: جب کوئی شخص یہ دعا مانگتا ہے تو شیطان کہتا ہے آج سارا دن یہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔ (سنن ابی داؤد۔ جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ)



امام الکلام ۔ کلام الامام

علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر مسجدوں کے قیام کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

”اِس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ ٔخدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اَغراض یا کسی شرّ کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔“ (ملفوظات جلد7 صفحہ 119، ایڈیشن 1985ء)

اسی طرح فرمایا: ”مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اُن نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چھوٹی سی تھی۔ کھجور کی چھڑیوں سے اُس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دنیاداروں نے ایک مسجد بنوائی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے گرا دی گئی۔ اُس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا یعنی ضرر رساں۔ اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملا دی گئی تھی۔ مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں۔“ (ملفوظات جلد4 صفحہ 491، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نیز فرمایا ”جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔ اور جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہیے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔“
(ملفوظات جلد4 صفحہ 93، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مساجد کے اغراض و مقاصد کے حوالہ سے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ”عبادت کے دو حصے تھے۔ ایک وہ جو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو ڈرنے کا حق ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف انسان کو پاکیزگی کے چشمہ کی طرف لے جاتا ہے اور اُس کی روح گداز ہو کر اُلوہیت کی طرف بہتی ہے اور عبودیت کا حقیقی رنگ اُس میں پیدا ہو جاتا ہے۔ دوسرا حصہ عبادت کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنے کا حق ہے۔ اسی لیے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (سورۃ البقرۃ:166) اور دنیا کی ساری محبتوں کو فانی اور آنی سمجھ کر حقیقی معبود اللہ تعالیٰ ہی کو قرار دیا جائے۔ یہ دو حق ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے۔ ان دونوں قسم کے حقوق کے ادا کرنے کے لیے یوں تو ہر قسم کی عبادت اپنے اندر ایک رنگ رکھتی ہے مگر اسلام نے دو مخصوص صورتیں عبادت کی اس کے لیے مقرر کی ہوئی ہیں۔ خوف اور محبت دو ایسی چیزیں ہیں کہ بظاہر اُن کا جمع ہونا بھی محال نظر آتا ہے کہ ایک شخص جس سے خوف کرے اُس سے محبت کیونکر کر سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت ایک الگ رنگ رکھتی ہے۔ جس قدر انسان خدا کے خوف میں ترقی کرے گا اُسی قدر محبت زیادہ ہوتی جاوے گی۔ اور جس قدر محبتِ الٰہی میں ترقی کرے گا اُسی قدر خدا تعالیٰ کا خوف غالب ہو کر بدیوں اور برائیوں سے نفرت دلا کر پاکیزگی کی طرف لے جائے گا۔“
(ملفوظات جلد2 صفحہ 224-225۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)



فرمودات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے متعدد خطبات جمعہ اور خطابات میں مساجد کی تعمیر کی ضرورت، مساجد کی اہمیت اور مساجد کے لیے مالی قربانیوں کے فلسفے کے بارے میں ارشادات فرمائے ہیں جن میں سے ایک انتخاب ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

☆... ”اس اہم بات کو ہمیں ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ دعاؤں کی طرف توجہ دیں اور مساجد کی تعمیر بھی اس لیے ہوتی ہے کہ اس میں عبادت کے لیے لوگ جمع ہوں۔ پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں۔ جمعوں میں باقاعدگی اختیار کریں۔ دنیا کے لہو و لعب اور کاموں میں اپنی عبادتوں کو نہ بھول جائیں۔ اگر ہم اپنی عبادتوں کو بھول گئے تو یہ مسجد بنانا صرف ایک ظاہری ڈھانچہ کھڑا کرنا ہے۔ دنیا کو ہم بتا رہے ہوں گے کہ یہاں مسلمانوں کی ایک مسجد بن گئی ہے، لیکن ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قابل نہیں ہوں گے کہ اس مسجد کی برکات سے فیض پانے والے ہوں یا ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مددگاروں میں سے ہوں۔ آپؑ نے تو فرمایا ہے کہ مسلسل دعاؤں سے میرے مددگار بنو، تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جلد سے جلد پورا ہوتا دیکھیں۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍ستمبر ۲۰۲۲ء)

☆... ”مسجد کی ایک اپنی اہمیت ہے۔ مسجد کے مناروں اور گنبد اور عمارت کا ایک الگ اثر افرادِ جماعت پر بھی اور ارد گرد کے ماحول پر بھی اور غیروں پر بھی ہوتا ہے۔ اسلام کے تعارف کے نئے نئے راستے کھلتے ہیں۔ تبلیغ کے لیے نئے رابطے پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مساجد کی تعمیر کی طرف بہت توجہ دلائی ہے کہ اس طرح جہاں جماعت کی اکائی قائم ہوگی وہاں تبلیغ میں بھی وسعت پیدا ہوگی۔ بیشک آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چاہے غریبانہ سی، چھوٹی سی مسجد ہو، لیکن یہ مسجد بنانا ضروری ہے۔“ (ماخوذ از ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۹۳، ایڈیشن ۲۰۰۳ء) (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷؍مئی ۲۰۱۳ء)

☆... ”ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم جب مسجد بناتے ہیں یا بنائیں تو خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے اور اُس کی رضا کے حصول کے لیے بنانے والے ہوں اور مسجد بنانے کے لیے جو قربانی کی ہے، اُس پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں نہ کہ کسی قسم کا فخر۔ کیونکہ ہماری یہ جو قربانی ہے، جو ہم کرتے ہیں، یہ اُس قربانی کا لاکھواں حصہ بھی نہیں ہے بلکہ اس سے بھی بہت کم ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی تھی۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷؍اپریل ۲۰۱۲ء)

☆... ”مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ جہاں اس کا قرب پانے کے لیے انفرادی طور پر نوافل اور ذکر الٰہی کا طریق بتایا وہاں مساجد کا قیام کر کے اجتماعی عبادت کی طرف بھی توجہ دلائی تاکہ معاشرہ میں اونچ نیچ کا جو تصور ہے وہ بھی ختم ہو اور ایک محبت اور بھائی چارے کا معاشرہ قائم ہو۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍اکتوبر ۲۰۰۳ء)

کارڈف مسجد پروجیکٹ کا تعارف

شکیل احمد بٹ۔ انچارج کارڈف مسجد پروجیکٹ

ویلز میں پہلی باقاعدہ تعمیر ہونے والی احمدیہ مسجد ویلز کے شہر کارڈف میں بنائی جارہی ہے جس کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مجلس انصاراللہ یوکے کے ذمہ اس مسجد کی تعمیر کا کام سونپا ہے جو کہ ایک عظیم سعادت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

وہ شہر جو کفر کا ہے مرکز ، ہے جس پہ دینِ مسیح نازاں
خدائے واحد کے نام پر اک، اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم
پھر اس کے مینار پر سے دنیا کو حق کی جانب بلائیں گے ہم
کلام ربِ رحیم و رحماں، ببانگِ بالا سنائیں گے ہم

مجلس شوریٰ 2011ء میں ایک تجویز آئی تھی کہ مجلس انصاراللہ برطانیہ کے تحت کارڈف میں ویلز اور ساؤتھ ویسٹ ریجن کے لیے ایک مسجد بنائی جائے۔ لہٰذا شوریٰ کی سفارش اور حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے بعد اس پروجیکٹ پر مجلس انصاراللہ یوکے کے تحت کام شروع کر دیا گیا۔ فنڈز جمع کرنے کی مہم شروع کی گئی اور انصار بھائیوں نے اس بابرکت سکیم میں بھرپور حصہ لیا اور مطلوبہ رقم ادا کی۔ 2014ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک عمارت خریدی گئی جسے نماز سنٹر کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت اس کا نام ”بیت الرحیم“ مرحمت فرمایا۔ مقامی اور ریجنل سطح کے پروگرام بھی یہاں منعقد ہونے لگے۔ مسجد کی تعمیر کے لیے منصوبہ بندی کی اجازت مارچ 2018ء میں لی گئی لیکن تعمیراتی منصوبہ کووڈ وائرس کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہوتا چلا ہو گیا۔ تاخیر کی وجہ سے اس کے اخراجات میں اضافہ ہو گیا ہے چنانچہ انصار بھائیوں سے مزید 15 لاکھ پاؤنڈز کے عطایا درکار ہیں۔

مسجد بیت الرحیم کارڈف کے سنگ بنیاد کی تقریب 9 ستمبر 2023ء کو ہوئی۔ یہ دوسری مسجد ہے جو مجلس انصاراللہ یوکے کی طرف سے تعمیر کی جا رہی ہے۔ پہلی ناصر مسجد ہارٹلے پول تھی جو 2005ء میں بنائی گئی تھی۔ انصار بھائیوں سے خصوصاً اور دیگر احباب جماعت سے بھی درخواست ہے کہ اس بابرکت سکیم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ یہ منصوبہ اپنے پروگرام کے مطابق مارچ 2025ء تک مکمل ہو جائے۔ اگر آپ عطایا پیش کرنے والوں میں شامل ہیں تو ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

اگر کسی وجہ سے آپ ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شامل نہیں ہو پائے تو آپ اپنا وعدہ کسی وقت بھی پیش کر سکتے ہیں جسے ایک سال میں ادا کیا جانا ہے۔ یہ بھی درخواست ہے کہ آپ اپنے خاندان کے دیگر افراد اور بزرگان و مرحومین کی طرف سے بھی اس بابرکت تحریک میں شامل ہوں۔

اس کے لیے:

۱۔ نقد ادائیگی کی صورت میں اپنے زعیم مجلس کو ادائیگی کر کے رسید حاصل کریں۔

۲۔ کارڈف مسجد کے لیے آن لائن ادائیگی کیجئے۔

۳۔ اسٹینڈنگ آرڈر فارم برائے 'چندہ کارڈف مسجد' پُر کر کے دفتر قیادت مال، بیت الفتوح کے ایڈریس پر بھیج دیں۔

۴۔ اپنے بینک اکاونٹ سے ڈائریکٹ ڈیبٹ کے ذریعہ ماہانہ ادائیگی کیجیے۔

احباب جماعت سے عمومی طور پر بھی درخواست ہے کہ عطایا پیش کرکے نیز دعاؤں کے ذریعے ہماری مدد فرمائیں۔

خاکسار مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے کا ممنون ہے جن کے بھرپور تعاون، پُرخلوص مشوروں اور حوصلہ افزائی سے عطایا جمع کرنے کا بہت مشکل کام آسان ہوتا چلا گیا۔ نیز اس اہم پروجیکٹ کے انتظامی امور کے لیے ساتھ دینے والوں کا بھی خاکسار ممنون ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک پروجیکٹ کمیٹی بھی بنائی گئی ہے لیکن نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ یوکے کے تمام اراکین خاص طور پر مکرم نوید ظفر صاحب قائد مال اور مکرم احسان قمر صاحب قائد وقفِ جدید اور مکرم مبشر بشیر صاحب مقامی ریجن (ممبر کمیٹی) نیز زعماء مجالس اور ریجنل ناظمین کا مستقل تعاون خاکسار کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

مسجد بیت الرحیم کے حوالے سے مجلس انصاراللہ برطانیہ نے ایک معلوماتی ویب سائٹ بھی تیار کی ہے جس پر آن لائن عطیات پیش کرنے والوں کی سہولت کے لیے معلومات اور لنک بھی موجود ہے۔ ویب سائٹ کا ایڈریس یہ ہے:

https://ansar.org.uk/bait-ur-raheem-mosque-in-cardiff/

درج ذیل لنک پر آپ اپنے وعدہ جات پیش کرسکتے ہیں جو کہ آئندہ ایک سال میں قابل ادا ہوں گے۔

https://ansar.org.uk/bait-ul-raheem-mosque-promise-in-cardiff

انصار ممبران اس لنک پر آن لائن چندہ ادا کرسکتے ہیں:

https://chanda.ansar.org.uk

دیگر جماعت ممبران اس لنک پر آن لائن چندہ ادا کرسکتے ہیں:

https://chanda.org.uk

جلسہ سالانہ کے فیوض و برکات اور ثمرات

(محمود احمد ملک)

جلسہ سالانہ کی ایمان افروز تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ 27/دسمبر 1891ء کو قادیان میں منعقد ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ میں 75/احباب شامل ہوئے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرفِ مصافحہ بخشا اور پھر بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے حضرت اقدسؑ کی تصنیف ''آسمانی فیصلہ'' پڑھ کر سنائی۔ پہلے جلسہ سالانہ کا یہی مکمل پروگرام تھا۔

یہ مختصر سا رسالہ ''آسمانی فیصلہ'' کیا ہے؟

دراصل حضور علیہ السلام کی اسلام کے لیے محبت اور غیرت ایسی تھی کہ اسلام کے دفاع میں عظیم الشان لٹریچر شائع کرنے کے علاوہ دیگر مذاہب کے علماء کو روحانی مقابلوں (مباہلوں) کے چیلنج بھی دیا کرتے تھے اور اس طرح اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لیے ہر ممکن اور ہر سطح پر جدوجہد فرماتے۔ لیکن اس رسالہ میں پہلی مرتبہ آپؑ نے مسلمان مکفّر علماء اور اُن کے ہمنواؤں کو بھی اس چیلنج میں شامل فرمادیا اور فرمایا کہ امور غیبیہ کے اظہار، دعاؤں کی قبولیت اور معارفِ قرآنی کے انکشاف وغیرہ میں جو چاہے مجھ سے روحانی مقابلہ (مباہلہ) کرلے۔ گویا اس امر کا علی الاعلان اظہار فرمادیا کہ اس دَور میں وہ مَیں ہی ہوں اور مَیں ہی رُوئے زمین پر دین اسلام کا حقیقی محافظ اور خداتعالیٰ کا تائیدیافتہ ہوں جس کے آنے کی پیشگوئیاں تمام مذاہب اور خصوصاً آنحضور ﷺ اور مسلم اولیاء اللہ کرتے آرہے تھے اور تمام مذاہب اور مسلمان فرقے جس وجودِ باجود کی بابرکت بعثت کے انتظار میں دن گن رہے تھے۔

پھر اس اجلاس کو مجلس شوریٰ کا رنگ بھی دیا گیا اور حضور علیہ السلام کی اس رائے پر مشورہ لیا گیا کہ لاہور میں ایک انجمن قائم کی جائے جو فریقین کے مذکورہ بالا روحانی مقابلے کا ریکارڈ رکھے۔

پھر ایک اہم بات یہ تھی کہ اس مضمون میں حضور علیہ السلام نے اپنی دعوتِ مباہلہ کو بھی شامل فرمادیا اور تحریر فرمایا کہ اگر ایک سال کے عرصے میں کوئی فریق وفات پاجائے تب بھی وہ مغلوب سمجھا جائے گا کیونکہ خداتعالیٰ نے اپنے خاص ارادے سے اُس کے کام کو ناتمام رکھا تاکہ اس کا باطل پر ہونا ظاہر کرے۔

پس ''آسمانی فیصلہ'' اگرچہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو محض دو گھنٹے میں اُس اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ لیکن اس کا مضمون اتنا اہم ہے کہ چند سال بعد جب حضور علیہ السلام کا مولوی عبدالحکیم کلانوری سے مباحثہ طے پایا اور اُس نے آپؑ سے مطالبہ کیا کہ نبوت کی بات بعد میں آئے گی پہلے اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے مسلمان ہونے کا ثبوت وہ معیار ہیں جو قرآن کریم نے پیش کیے ہیں اور مَیں نے رسالہ ''آسمانی فیصلہ'' میں بیان کردیے ہیں۔

اس مضمون میں ایک اہم چیز وہ دعا بھی تھی جو حضور علیہ السلام نے ان الفاظ میں فرمائی کہ ''مجھے اِس سے بڑھ کر کچھ نہیں چاہیے کہ تُو راضی ہو۔''

پس اگر اب تک ہم یہ مختصر رسالہ نہیں پڑھ سکے تو ہمیں چاہیے کہ اب اسے ضرور پڑھ لیں اور کوشش کریں کہ جلسہ سالانہ کے انعقاد سے پہلے محض دو تین گھنٹے کا وقت نکال کر اسے پڑھ ڈالیں۔

جہاں تک پہلے جلسہ سالانہ کے دلچسپ اعدادوشمار کا تعلق ہے تو اُس وقت دنیا بھر کے احمدیوں کی کُل تعداد (رجسٹر بیعت کے مطابق) 285 تھی اور حاضرینِ جلسہ کی کُل تعداد 75 تھی۔ جلسہ میں شامل ہونے والوں میں سے بارہ افراد نے اُس روز بیعت کرنے کی سعادت بھی پائی۔ جبکہ بعض بغیر بیعت کیے واپس چلے گئے اور ایک وہ بدنصیب بھی تھا جو چند سال بعد مُرتد ہوگیا۔

جس سرزمین (یعنی قادیان دارالامان) پر یہ جلسہ سالانہ منعقد ہوا اُس زمانہ میں اس کی حالت ابتدائی صحابہ کے مطابق یہ تھی کہ یہ ایک نہایت بے رونق بستی تھی۔ بازار خالی پڑے تھے اور سارے بازار سے دو تین روپے کا آٹا یا چار پانچ آنے کا مسالا نہیں مل سکتا تھا۔ معمولی ضرورتوں کے لیے قریبی قصبے بٹالہ جانا پڑتا تھا۔ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اُس زمانے میں چار پانچ آنے ماہوار پر ایک مکان کرایہ پر مل جاتا تھا۔ اور دس بارہ روپے میں مکان بنانے کو زمین بھی مل جاتی تھی۔

پھر جس مقام، یعنی مسجد اقصیٰ، میں یہ جلسہ منعقد ہوا یہاں پہلے سکھوں کی ایک حویلی تھی جو قید خانے کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے سات سو روپے میں اس حویلی کو خرید کر 1876ء میں یہاں مسجد تعمیر کروائی۔ اس مسجد کے پہلے امام محترم میاں جان محمد صاحب تھے جو اکثر اکیلے ہی نماز ادا کیا کرتے تھے۔

بہرحال حضور علیہ السلام نے پہلے جلسے کے انعقاد کے بعد اس جلسے کو مستقل طور پر ہر سال منعقد کرنے کے بارے میں اشتہار شائع فرمادیا۔ چنانچہ اگلے سال یعنی 1892ء کے جلسہ سالانہ میں 327/افراد شامل ہوئے۔ حضور علیہ السلام کی زندگی کا یہ واحد جلسہ سالانہ تھا جو مسجد اقصیٰ میں منعقد نہیں ہوا۔ اس جلسے میں چند تقاریر کے علاوہ مجلس شوریٰ بھی منعقد کی گئی جس میں بہت اہم اور دُوررس فیصلے ہوئے۔ مثلاً فیصلہ کیا گیا کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے لیے ایک رسالہ جاری کیا جائے، قادیان میں اشاعت کے امور کے لیے مطبع (پریس) کا قیام عمل میں لایا جائے اور ایک اخبار بھی جاری کیا جائے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے فیصلے کیے گئے اور

بعد ازاں 40؍افراد کی بیعت کے بعد دعا کے ساتھ یہ دوسرا سالانہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اسی سال جلسہ سالانہ کی غیر معمولی اہمیت اور اغراض و مقاصد کو حضور علیہ السلام نے تفصیل کے ساتھ اپنے اشتہارات میں بیان فرمایا اور مہمانوں اور میزبانوں کے لیے نہایت اہم ہدایات بھی ارشاد فرمائیں۔ جلسہ سالانہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

”اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لیے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

اسی طرح شاملینِ جلسہ سالانہ کو اپنی دعاؤں سے یوں سرفراز فرمایا:

”ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لیے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔“ (اشتہار 7؍دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

اگلے سال یعنی 1893ء میں اگرچہ جلسہ سالانہ بوجوہ مُلتوی کر دینا پڑا۔ تاہم اس سال کی ایک اہم پیش رفت، حضور علیہ السلام کی کتاب ”شہادۃ القرآن“ کی اشاعت ہے جس میں حضور علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی عظیم الشان برکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

”ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ اُن کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور اُن کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد و تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کے لیے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمّات کے لیے سرگرمی اختیار کریں۔“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیّبہ کا آخری جلسہ سالانہ 1907ء میں منعقد ہوا جس میں تین ہزار افراد شامل ہوئے۔ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام 1907ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر باہر سیر کے لیے تشریف لے گئے تو جلسہ پر آنے والے مہمان بھی آپ کے ساتھ چل پڑے۔ رستہ میں لوگوں کے پاؤں کی ٹھوکریں لگنے کی وجہ سے آپ کی جوتی بار بار اُتر جاتی اور کوئی مخلص آگے بڑھ کر آپ کو جوتی پہنا دیتا۔ جب بار بار ایسا ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اب ہماری زندگی ختم ہونے کے قریب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو جو ترقی مقدّر کی ہے وہ اُس نے ہمیں دکھا دی ہے۔“

(افتتاحی خطاب حضرت مصلح موعودؓ بر موقع جلسہ سالانہ مطبوعہ الفضل 8؍دسمبر 1958ء)

پس جس جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے خدا تعالیٰ نے مرکزِ احمدیت قادیان میں رکھی تھی وہی جلسہ آج زمین کے کناروں تک پھیلی ہوئی ہر ملک میں منعقد کیا جاتا ہے اور مجموعی طور پر ان سالانہ جلسوں میں لاکھوں افراد شریک ہو کر اُن پاکیزہ دعاؤں کے وارث بنتے ہیں جو اُن کے محبوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے لیے کی تھیں۔ جلسہ سالانہ کی برکات کا مشاہدہ ہر وہ مومن کرتا ہے جو اُن مقاصدِ عالیہ کو سامنے رکھتا ہے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا تھا۔ ان برکات سے استفادہ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”جب تک حقیقی تقویٰ پیدا نہ ہو، اُس وقت تک ایک انسان نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی اُس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کر سکتا ہے۔ اور حقیقی تقویٰ پیدا کرنے کے لیے اپنی کتب اور ملفوظات میں بیشمار جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے۔ آپ کو ایک فکر تھی کہ میں وہ جماعت قائم کروں جو حقیقی طور پر تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت ہو اور اسی مقصد کے لئے، آپ نے جلسوں کا انعقاد فرمایا تھا۔ پس آپ لوگ اس حقیقی روح کو سمجھیں جو ان جلسوں کے انعقاد کے پیچھے ہے۔ آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ یہ کوئی دنیاوی میلہ نہیں کہ میں اپنی طاقت ظاہر کرنے کے لیے اپنے ارادت مندوں اور مریدوں کو جمع کروں اور اکٹھا کروں۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

پس ہر احمدی جو اس وقت جلسہ میں شامل ہے یا دنیا میں کسی بھی جلسہ سالانہ میں شامل ہوتا ہے، اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے وہ مقصد پورا کرنے والا بننا ہے جس کے لیے جلسوں کا انعقاد ہوتا ہے۔ حقیقی تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ آج (جلسہ کا) تیسرا اور آخری دن ہے۔ آپ جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے قادیان میں جلسہ سنا ہے، آپ نے جلسے کے پروگراموں میں بہت سی تقاریر سنی ہوں گی۔ جن میں علمی تقاریر بھی تھیں اور تربیتی تقاریر بھی تھیں۔ توحیدِ باری تعالیٰ کے بارے میں تھیں۔ اپنوں کے حقوق ادا کرنے کے بارے میں بھی تھیں۔ غیروں کے حقوق ادا کرنے کے بارے میں بھی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ پیش کیا گیا تھا۔ تو یہ سارے پروگرام اس لیے نہیں تھے کہ جلسہ میں شامل ہونے والے اُنہیں سنیں، جو اچھا نکتہ نظر آئے اُس پر سر دھنیں، نعرۂ تکبیر بلند کریں اور بھول جائیں کہ مقرر نے کیا کہا تھا۔ اس جلسہ میں شمولیت کا تبھی فائدہ ہو گا جب آپ نے جو باتیں سنی ہیں، اُن کی جگالی کریں گے، اُن پر غور کریں گے، اپنے جائزے لیں گے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ پس جلسہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی کو یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ تقریریں ہمارے ایمان میں وقتی اضافے کا باعث بننے والی نہ ہوں۔ صرف جلسہ کے ماحول نے ہم میں وقتی جوش اور جذبہ ہی پیدا نہ کیا ہو بلکہ یہ ہماری زندگیوں میں انقلاب لانے والا ماحول بن چکا ہو۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے اور اپنے اندر یہ بات پیدا کرنی چاہیے کہ جلسہ کے اس ماحول نے ہم میں وہ روح پھونک دی ہو جس سے ہم اپنے اندر وہ وجود پیدا ہوتے دیکھیں جو تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کو قائم کرتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق

العباد کی ادائیگی کرنے والے ہوں۔ پس جب تک ہم اپنے اندر اللہ کا خوف اور اُس کی خشیت کے وہ معیار قائم کرنے والے نہیں بنیں گے ہمارے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَر کے نعرے کھوکھلے نعرے ہوں گے اور جب ہم حقیقت میں یہ مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کے دروازے ہم میں سے ہر ایک پر کھلتے چلے جائیں گے۔" (جلسہ سالانہ قادیان 2007ء سے اختتامی خطاب)

قریباً بیس سال قبل ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کے ایک شمارے میں مکرم ہدایت اللہ ہادی صاحب (مدیر احمدیہ گزٹ کینیڈا) کے قلم سے ایک بہت مفید تحقیقی مضمون شامل اشاعت کیا گیا تھا جس میں احمدیت کی عظیم الشان ترقیات کے بارے میں پیش گوئیاں بیان کرنے کے بعد جلسہ سالانہ کے آغاز، اس کی مختصر تاریخ اور اس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے جلسہ سالانہ کے پچاس ایسے فیوض و ثمرات کو بھی اختصار سے قلمبند کیا تھا جنہیں بنیادی طور پر قرآن کریم، احادیث، حضور علیہ السلام کے ارشادات اور خلفائے کرام کے فرمودات سے اخذ کیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

☆... جلسہ سالانہ ذکرِ الٰہی کی ایک پاکیزہ مجلس ہے جہاں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب کوئی گروہ یا جماعت ذکر کی مجلس قائم کرتی ہے تو فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں۔ ان کو خدا کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت اترتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقربین میں کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

☆... یہ جلسہ دنیا کی محبت کو سرد کرتا ہے اور دین کی محبت پیدا کرتا ہے۔ جلسہ میں شامل ہونے والے اپنے اندر حالتِ انقطاع پیدا کرتے ہیں گویا خالص خدا کے ہو جاتے ہیں۔ یعنی اخروی زندگی کی تیاری کرتے ہیں اور اس دنیا کی لذت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اُن میں محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے، آتشِ عشقِ الٰہی دن بدن افروختہ ہوتی ہے اور عشقِ رسول ﷺ کی لذّت سے وہ حصہ پاتے ہیں۔

☆... علمی و تربیتی تقاریر سننے والوں کے دلوں سے ضعف، کمزوری اور کسل دور ہوتا ہے اور چستی اور بیداری پیدا ہوتی ہے۔ گویا اس جلسہ میں براہین یقینیہ کے سامان میسر آتے ہیں اور شک کی آلائشیں دور ہوتی ہیں۔ نیز دعوت الی اللہ اور تربیت کے میدان میں پیش آنے والی مشکلات اور علمائے کرام کے طرزِ استدلال سے واقفیت ہوتی ہے۔

☆... جلسہ سالانہ میں شمولیت سے دینی امور میں ذوق و شوق اور ولولہ پیدا ہوتا ہے اور یہ احساس جاگزیں ہوتا ہے کہ ہم بھی چھوٹے پیمانے پر اپنی اپنی جماعتوں اور مجالس میں ایسی ہی علمی اور روحانی مجالس کا اہتمام کریں۔

☆... یہ جلسہ دنیوی میلہ ٹھیلہ نہیں ہے بلکہ اس میں حقائق اور معارف بیان کیے جاتے ہیں اور دینی امور کے حوالہ سے ہی باتیں کی جاتی ہیں اس لیے شامل ہونے والوں میں نہ صرف اجتماعی طور پر بلکہ ذاتی طور پر بھی علم و معرفت میں اضافے اور روحانیت میں ترقی کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ دوستوں میں معرفتِ الٰہی کے حصول کا شوق پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں محبتِ الٰہی ترقی پذیر ہوتی ہے۔

☆... چونکہ اس جلسہ کی بنیاد خالصۃً دینی اغراض کے لیے رکھی گئی ہے اس لیے یہ جلسہ ازدیادِ ایمان کا موثر ذریعہ ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ پر کامل یقین پیدا کرتا ہے اور توکّل کو بڑھاتا ہے۔ چنانچہ اس جلسہ میں دعائیں کرنے اور دعائیں حاصل کرنے کے غیر معمولی مواقع میسر آتے ہیں۔

☆... جلسہ میں شامل ہونے والے صرف خود ہی دعائیں نہیں کرتے بلکہ خصوصی دعاؤں کے مستحق بھی ہوتے ہیں۔ اگرچہ مامور من اللہ اور آپؑ کے خلفاء کے دل سے بنی نوع انسان کے لیے ہمیشہ دعائیں نکلتی ہیں اور وہ دشمنوں کو بھی دعاؤں سے محروم نہیں کرتے مگر خدا تعالیٰ ان کے دل میں مخلصین اور محبّینِ سلسلہ اور اطاعت شعار بندوں کے لیے دعا کرنے کا ایک خاص جوش ڈالتا ہے۔ پس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لیے جو دعائیں کی گئی ہیں وہ شرکائے جلسہ کے حق میں قبول ہوتی ہیں۔

☆... اس جلسہ کا ایک فائدہ باہمی تعارف بھی ہے۔ نَو احمدی اور پرانے جب اکٹھے ہوتے ہیں تو اجنبیت دُور ہو کر ایسا باہمی پیار اور محبت پیدا ہوتا ہے جس کا اثر بعد میں بھی قائم رہتا ہے۔ گویا ایک خوبصورت معاشرے کی تشکیل میں بھی جلسہ سالانہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔

☆... جو لوگ دورانِ سال اس دارِ فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں اُن کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں اور اُن کے ذکرِ خیر کا موقع ملتا ہے۔ اس دعائے مغفرت میں ایک فائدہ یہ بھی مخفی ہے کہ شرکائے جلسہ کے دل میں بنی نوع انسان سے ہمدردی کا مادہ پیدا ہوگا اور وہ فوت ہونے والوں کے لیے بعد میں بھی ہمیشہ دعائیں کرتے رہیں گے۔

☆... جو لوگ جلسہ سالانہ کے موقع پر آتے ہیں وہ نفاق کے مرض سے بچ جاتے ہیں۔ جلسہ سالانہ سے محروم رہنے والوں اور باقاعدگی سے شامل نہ ہونے والوں کے لیے ایک خطرہ ہے کہ مبادا ان میں نفاق کا خطرہ پیدا ہو۔ کیونکہ یہ جلسہ اپنوں اور غیروں کے ذہنوں میں پرورش پانے والی بہت سی غلط فہمیاں دور کرنے کا موجب بھی بنتا ہے۔

☆... یہ جلسہ احباب جماعت میں مہمان نوازی کا اعلیٰ خلق پیدا کرتا ہے۔ رضاکارانہ خدمت کے نتیجے میں انتظامی صلاحیتیں بڑھتی ہیں۔ نیز وقارِ عمل اور خدمتِ خلق کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اطاعت کا بے نظیر نمونہ نظر آتا ہے کیونکہ ہر چھوٹا، بڑا خدمت پر متعین بچوں کے اشارے کی بھی تعمیل کرتا ہے۔

☆... وقت کی پابندی کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے کیونکہ جلسہ سالانہ کے موقع پر وقت کی پابندی کا خصوصیت سے خیال رکھا جاتا ہے۔

☆... جلسہ میں شامل ہونے والے احباب میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ نیز خدا کی راہ میں تکلیف اٹھانے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ سفر و حضر میں پیش آنے والی صعوبتوں کو محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر برداشت کرنے سے دینی امور میں لذّت حاصل کرنے کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔

☆... خدمت کرنے والوں اور قربانی کرنے والوں کو دیکھ کر اور اُن سے مل کر مسابقت کی روح پیدا ہوتی ہے۔ نیز صحبتِ صالحین اور صحبتِ صادقین سے استفادہ کرتے رہنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے جو اصلاح نفس کے لیے بے حد ضروری ہے۔

☆… جو لوگ کم خوشحال ہوتے ہیں وہ جلسہ میں شامل ہونے کے لیے قناعت سے کام لیتے ہیں جبکہ صاحبِ حیثیت حضرات میں اسراف اور فضول خرچی سے بچنے اور دین کے لیے قربانی کرنے کا جذبہ ترقی پذیر ہوتا ہے۔

☆… مختلف ممالک، مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف پس منظر سے آئے ہوئے احباب سے ملنے اور اُن کے ایمان افروز واقعات سننے سے دعوت الی اللہ اور ذاتی اصلاح کے لیے راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ گویا جلسہ سالانہ جیسے مواقع سے انسان اپنی کمزوریوں کو چھوڑتا ہے، اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا اور عاجزی اختیار کرتے ہوئے اخلاقی اور روحانی میدان میں ترقی کی سعی کرتا ہے۔

الغرض جلسہ سالانہ میں شمولیت کی برکات اور اس کے ثمرات کو سمیٹنا از حد مشکل ہے۔

اگرچہ ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ متفرق عالمی مسائل کے تناظر میں دنیا کے حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں اور عوام کو بگڑتی ہوئی معاشی صورتحال اور صحت کے علاوہ بھی دیگر بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ سفر اور حضر میں نئے ضوابط کی پابندی اور ایس او پیز کے مطابق اجتماعات میں شمولیت اس سے سوا ہے۔ ایسے میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لیے رختِ سفر باندھنا کچھ ایسا بھی سہل نہیں۔ تاہم اگر اُن برکات کو ملحوظ رکھا جائے جو خدا تعالیٰ نے اس جلسے سے وابستہ فرمادی ہوئی ہیں تو یہی تکالیف برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہو جائے گا۔ اس حوالہ سے حضرت مولوی محمد الیاس خاں صاحب (متوفی 1948ء) کا ایک نہایت ایمان افروز اور روح پرور واقعہ ہدیۂ قارئین ہے۔

حضرت مولوی صاحب صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ) کے ایک پاک نفس، پیکر صبر و حیا اور صاحبِ کشف و الہام بزرگ تھے، جنہیں 1909ء میں چارسدہ میں سب سے پہلے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ قادیان جلسہ سالانہ پر جاتے ہوئے کوئٹہ میں عموماً آپ کا مختصر قیام ہوتا۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لیے جاتے ہوئے جب آپ چند دن کے لیے کوئٹہ میں فروکش ہوئے تو ڈاکٹر عبداللہ صاحب امیر جماعت کوئٹہ نے حضرت مولوی صاحب سے فرمایا کہ کل کا خطبہ جمعہ آپ دیں اور دوستوں کو قادیان جلسہ سالانہ پر جانے کی تلقین کریں۔ کیونکہ گزشتہ سال کوئٹہ میں آنے والے زلزلے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مالی تنگی کی وجہ سے دوست کم جائیں گے۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے خطبہ میں دیگر امور کے علاوہ جلسہ سالانہ پر جانے کے لیے ایسے زوردار الفاظ میں تحریک فرمائی کہ جس سے احبابِ جماعت کے دلوں میں جلسہ سالانہ پر جانے کا جوش پیدا ہوا اور کافی دوست جلسہ سالانہ پر گئے۔ یہ خطبہ حضرت مولوی صاحب کے تعلق باللہ کی بھی شاندار مثال ہے۔ آپ نے فرمایا:

محمد الیاس کو چند اہم امور درپیش تھے۔ بہت دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری دعا قبول ہو گی مگر تین شرطوں کے ساتھ۔ پہلی یہ کہ تم بیس ہزار احمدیوں کو بلاؤ اور تین دن کی ان کی دعوت کرو، رہائش کا انتظام کرو۔ دوسری یہ کہ صحابہ کرام کو بلاؤ، وہ بھی آئیں۔ اور تیسری یہ کہ خلیفۂ وقت کو بھی بلاؤ اور ان سب سے عرض کرو کہ تمہارے لیے رو رو کر دعا کریں۔ میں نے اپنے خدا سے عرض کی میری حقیر حیثیت کو تُو خوب جانتا ہے۔ میں تو تین آدمیوں کو تین دن بھی کھانا نہیں دے سکتا اور نہ رہائش کا انتظام کر سکتا ہوں۔ پھر میری حیثیت کیا ہے کہ میں بیس ہزار احمدیوں کو بلاؤں۔ جواب میں لوگ کہیں گے ہمیں فرصت نہیں۔ پھر صحابہ کرام اور خلیفۂ وقت کی خدمت میں کیسے عرض کروں کہ میرے یہ اہم کام ہیں؟ آپ ان امور کی انجام دہی کے لیے رو رو کر خدا سے میرے لیے دعا کریں۔ ممکن ہے جن امور کو میں اہم سمجھتا ہوں وہ ان کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوں۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے حضور بہت رویا کہ اے اللہ! یہ شرائط بہت سخت ہیں… یہ شرائط میری وسعت سے باہر ہیں، مجھ پر رحم فرما۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد الیاس! یہ سب انتظام میں نے تمہارے لیے کر دیا ہے۔ تم قادیان جلسہ سالانہ پر جاؤ۔ وہاں بیس ہزار احمدی بھی آئیں گے۔ صحابہ کرام بھی آئیں گے، خلیفۂ وقت بھی موجود ہو گا۔ ان کی خوراک اور رہائش کا انتظام بھی میں کروں گا۔ جلسہ سالانہ کی افتتاحی اور اختتامی دعا میں جب جلسہ سالانہ کے تمام احباب مع خلیفۂ وقت روئیں گے، تم بھی رونا اور اپنا مدعا پیش کرنا، میں قبول کروں گا۔

پھر آپ نے فرمایا: مَیں احباب جماعت سے پوچھتا ہوں۔ کیا یہ سودا مہنگا ہے؟ کیا تم لوگوں کی کوئی ضروریات نہیں ہیں اور تم ہر چیز سے بے نیاز ہو؟

اٹھو اور جلسہ سالانہ پر جانے کی تیاری کرو کہ یہ وقت پھر ایک سال بعد ہاتھ آئے گا۔ کس کو پتا اس وقت کون زندہ ہو گا؟ ایسے سنہری موقع کو اپنے ہاتھ سے گنوانا کہاں کی عقلمندی ہے؟ (ماخوذ از ’’حیات الیاس‘‘ صفحہ 87-85)

آج دنیا کے گلوبل ولیج میں جماعت احمدیہ خلافت علیٰ منہاج النبوہ کی برکت سے بنیانِ مرصوص کا نظارہ پیش کرتی ہے۔ زمین کے کناروں تک پھیلی ہوئی بیشتر جماعتوں میں جلسہ سالانہ کا انعقاد بھی ہو رہا ہے۔ اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی جلسہ سالانہ میں براہِ راست شمولیت تو غیر معمولی اہمیت اور برکات اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہوتی ہے۔ تاہم یہ بھی امر واقعی ہے کہ ہر ملک میں منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور منظوری سے منعقد ہوتا ہے اور اس میں پیش کی جانے والی تقاریر اور دیگر اہم پروگراموں کی منظوری بھی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں۔ ان جلسوں کے کامیاب انعقاد اور ان کے وسیع روحانی ثمرات کے لیے نیز جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ارشاد فرمودہ دعاؤں کی قبولیت کے لیے بھی خلیفۂ وقت کی عاجزانہ دعائیں غیر معمولی اثرات رکھتی ہیں۔ ان دعاؤں کو جذب کرنے کے لیے اور ان کی قبولیت کا مشاہدہ کرنے کے لیے ہر احمدی کو صدقِ دل سے سعی کرنی چاہیے اور ان برکات کو سمیٹنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ان جلسوں کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسجد بیت الرحیم کارڈف کی ایمان افروز تاریخ

(منور احمد مغل، سابق ناظم اعلیٰ ویلز و ساؤتھ ویسٹ)

ویلز اور ساؤتھ ویسٹ ریجن تجنید کے لحاظ سے یوکے کا سب سے چھوٹا ریجن ہے مگر فاصلے کے لحاظ سے وسیع و عریض علاقے پر پھیلا ہوا ہے۔ تنظیمی لحاظ سے یہ ریجن تین مجالس کارڈف، برسٹل اور سوانزی پر مشتمل ہے۔ کارڈف مجلس یہاں کی سب سے بڑی مجلس ہے اور کارڈف ویلز کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے۔ خاکسار کو سال 2003 سے لے کر 2010 تک بطور زعیم مجلس کارڈف خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ اس عرصہ میں تبلیغ کے حوالے سے مقامی انصار بھائیوں کی مدد سے تبلیغ سٹالز اور دیگر پروگرامز منعقد کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ تاہم یہ احساس بھی رہتا کہ ویلز میں جماعت کا تعارف بہت کم ہے اور یہاں تبلیغ کے حوالے سے مزید کوشش کی ضرورت ہے۔

یہاں کی مقامی آبادی میں جماعتی تعارف کم ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ویلز میں جماعت کی کوئی مسجد نہیں تھی اور جب مقامی آبادی میں جماعت کا تعارف کروایا جاتا تو ان کا پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ آپ کی مسجد کہاں ہے؟ اس سے ہمیں مسجد نہ ہونے کا شدت سے احساس ہوتا جس کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جاتی رہی۔ نیز اسی سوچ اور فکر کے پیش نظر سال 2011ء میں کارڈف مجلس کی طرف سے مجلس شوریٰ کے لیے یہ تجویز بھجوائی گئی کہ ناصر مسجد ہارٹلے پول مجلس انصاراللہ یوکے کے چندے سے حضور کی ہدایت پر تعمیر کی گئی ہے۔ مجلس انصاراللہ یوکے دوسری مسجد ویلز میں تعمیر کرنے پر غور کرے کیونکہ ساؤتھ ویسٹ ریجن یوکے کا واحد ریجن ہے جہاں جماعت کی مسجد نہیں ہے۔

مجلس انصاراللہ کی نیشنل عاملہ نے تو کارڈف مجلس کی اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ مگر جب مجلس شوریٰ کے لیے تجاویز حضور کی خدمت میں پیش کی گئیں تو حضورانور نے اس ردّ شدہ تجویز کو مجلس شوریٰ کے ایجنڈے میں شامل کر دیا۔ پھر حضورانور کی دعاؤں اور توجہ کا اعجاز تھا کہ مجلس شوریٰ نے اس تجویز کی سفارش کر دی جسے حضورانور ایدہ اللہ نے منظور فرمایا اور یوں مجلس انصاراللہ یوکے کو کارڈف میں مسجد بنانے کی ذمہ داری تفویض ہوگئی۔

اب اگلا مرحلہ کارڈف میں مسجد کی تعمیر کے لیے مناسب جگہ کا حصول تھا۔ صدر مجلس انصار اللہ چوہدری وسیم صاحب کی ہدایات کی روشنی میں خاکسار نے بطور ریجنل ناظم اور زعیم مجلس کارڈف مکرم سعادت احمد صاحب کے ساتھ مل کر کارڈف مسجد کے لیے جگہ کی تلاش کے لیے اپنی کوششوں کا آغاز کیا جو کہ انتہائی مشکل ذمہ داری تھی۔ اس کے لیے مختلف اسٹیٹ ایجنٹس کی مدد بھی حاصل کی گئی اور ایک موقع پر کارڈف کونسل سے بھی میٹنگ ہوئی جس کا مقصد ایک کمیونٹی سنٹر کا حصول تھا جو کونسل لیز پر دینا چاہتی تھی۔ اس کے لیے صدر صاحب خود بھی تشریف لائے مگر ہماری کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کے بعد تو متعدد بار صدر صاحب کارڈف تشریف لائے تاکہ حضورانور کے ارشاد کی جلد تعمیل ہو سکے۔

مسجد کے لیے مناسب جگہ کے حصول کے لیے اپنی کوششوں میں مزید بہتری اور تیزی لانے کے لیے ہم نے ایک اسٹیٹ ایجنٹ DTZ ڈائریکٹر Chris Terry کی خدمات بھی حاصل کیں تاکہ وہ پراپرٹیز جو مارکیٹ میں آئے بغیر بِک جاتی ہیں ان کو بھی دیکھا جا سکے۔ یہ سلسلہ سال 2014ء تک جاری رہا اور آخر کار DTZ نے اور جگہوں کے علاوہ ایک آفس بلڈنگ، جو کارڈف شہر کے ویسٹ میں کنٹن ایریا میں واقع تھی، دکھائی جو ہمیں پسند آگئی اور اسے بطور مسجد استعمال کرنے کی اجازت کے ساتھ مشروط طور پر خریدنے کا فیصلہ کیا گیا جسے اس جگہ کے مالک نے بھی منظور کر لیا۔

اب اگلا مرحلہ مسجد بنانے کے لیے کونسل میں باقاعدہ درخواست دے کر مسجد کی تعمیر کی منظوری لینے کا تھا۔ جس کے لیے محترم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ اور مکرم ناصر خان صاحب کارڈف تشریف لائے اور گیپ آرکیٹیکٹ سروسز کے ساتھ میٹنگ کے بعد کونسل میں منظوری کی کارروائی کی ذمہ داری انہیں سونپی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 13 مارچ 2015ء کو کونسل کی طرف سے اجازت مل گئی اور اس جگہ کا قبضہ حاصل کر لیا گیا۔

اس کے بعد آرکیٹیکٹ Stephen کے ذریعے ایک مفصل درخواست کارڈف کونسل میں 26/اکتوبر 2015ء کو جمع کرائی گئی جس میں مسجد کا نقشہ اور بہت ساری رپورٹس، جو مسجد کی تعمیر کے لیے ضروری تھیں، شامل تھیں۔ مگر کونسل کی پلاننگ کمیٹی نے اس درخواست کو نامنظور کر دیا۔ کونسل کے اعتراضات دُور کر کے درخواست دوبارہ دائر کی گئی مگر کونسل نے اسے بھی نامنظور کر کے 16/مارچ 2017ء کو مسجد کی تعمیر کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر اپیل کا حق استعمال کرتے ہوئے ہمارے آرکیٹیکٹ نے کونسل کے فیصلے کے خلاف ویلش گورنمنٹ کو اپیل کر دی۔ کونسل کا کیس کمزور تھا اس لیے کہ اس سے قبل وہ اس جگہ مسجد کی تعمیر پر اتفاق کر چکے تھے اور بعد میں باقاعدہ نقشے کی منظوری نہ کر کے گویا وہ اپنے ہی پہلے



فیصلے کی نفی کر رہے تھے۔ لہٰذا کونسل اور ہمارے آرکیٹیکٹ کے درمیان مذاکرات ہوئے جس میں کونسل نے ہماری درخواست کو دوبارہ زیرغور لانے کی یقین دہانی کروائی اور یوں ویلش گورنمنٹ والی اپیل مشروط طور پر واپس لے لی گئی۔ بالآخر 20 ؍مارچ 2018ء کو کونسل نے باضابطہ طور پر مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دے دی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

کونسل کی طرف سے مسجد کی تعمیر کی اجازت ملنے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس کا نام بیت الرحیم مسجد تجویز فرمایا۔

دراصل 2015ء میں جب مسجد کی تعمیر کے لیے جگہ خریدی گئی تو مقامی آبادی اور غیر احمدی مسلمانوں نے مسجد کی تعمیر کی شدید مخالفت شروع کر دی۔ پمفلٹس تقسیم کیے گئے نیز کونسل اور اراکین پارلیمنٹ کو دستخط شدہ درخواستیں بھی بھجوائی گئیں تاکہ کونسل پر پریشر ڈالا جا سکے اور وہ مسجد کی اجازت نہ دے۔ ساتھ ہی سوشل میڈیا پر بھی ایک مہم شروع کی گئی جس کے بعد مسجد سے ملحقہ آبادی بھی مسجد کی مخالف مُہم میں شامل ہو گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسجد کی تعمیر کی درخواست کو کونسل نے دو مرتبہ مسترد کر دیا۔

2012ء میں جب مسجد کے لیے جگہ کی تلاش زور و شور سے جاری تھی تو جماعت کے بارے میں ایک تبلیغی پروگرام عید ڈنر منعقد کیا گیا تا کہ لوکل کونسل، اراکین پارلیمنٹ اور لوکل کمیونٹی میں جماعت کا تعارف بڑھایا جائے۔ یہ پروگرام ایک مقامی ہوٹل میں منعقد کیا گیا جس کی صدارت صدر مجلس انصاراللہ یوکے محترم چوہدری وسیم احمد صاحب نے کی اور ان کے ساتھ قائد تبلیغ محترم شکیل احمد بٹ صاحب بھی شامل ہوئے۔ یہ پروگرام انتہائی کامیاب رہا اور متعدد ویلش اسمبلی ممبران کے ساتھ ایک مسلمان ممبر محمد اصغر صاحب بھی پروگرام میں شامل ہوئے جنہیں پروگرام کی دعوت باقی ممبران کی طرح دی گئی تھی مگر ان کا نام خطاب کرنے والے مہمانوں میں اس ڈر سے شامل نہیں کیا گیا تھا کہ نہ جانے خطاب میں کیا کہہ دیں جس سے پروگرام کا ماحول ہی خراب ہو جائے۔

جب مقررین خطاب کر چکے تو محمد اصغر صاحب نے جو سامعین میں بیٹھے تھے خود کھڑے ہو کر صدر صاحب سے کچھ کہنے کی اجازت مانگی۔ محمد اصغر صاحب نے اس وقت سب کو حیرت میں ڈال دیا جب دیگر باتوں کے علاوہ انہوں نے اپنے خطاب میں یہ بھی بتایا کہ ’’میری حقیقی دادی کی میرے والد کی پیدائش کے موقع پر وفات ہو گئی تھی اور میرے والد کو ایک احمدی خاتون نے دودھ پلایا تھا لہٰذا اس لحاظ سے میرا وجود احمدیت کا مرہون منت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میرے کچھ احمدی دوست بھی ہیں اور مَیں اس تلاش میں بھی رہا تھا کہ کارڈف میں کسی احمدی دوست سے بھی میرا کوئی رابطہ ہو جائے جو آج اس پروگرام کے ذریعے ہو گیا ہے اور اس پر مَیں خوش ہوں۔‘‘

اس دن کے بعد وقت کے ساتھ ساتھ محمد اصغر صاحب سے ہمارا میل جول بڑھتا گیا اور ہماری درخواست پر وہ اکثر جماعتی پروگراموں میں بھی شوق سے تشریف لاتے رہے۔

مکرم محمد اصغر صاحب متعدد بار جلسہ سالانہ یوکے، پیس سمپوزیم، چیریٹی واک اور دیگر بہت سارے جماعتی پروگراموں میں بھی شریک ہوئے اور خطاب کرنے کے مواقع بھی اُنہیں ملے۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ یوکے پر وہ اپنے ایک دوست ویلش اسمبلی کے رُکن Nick Ramsey اور ان کی اہلیہ نیز ایئر کموڈور ریٹائرڈ محمد طارق کو بھی اپنے ہمراہ لے کر گئے۔

مکرم محمد اصغر صاحب کو متعدد بار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ **ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مسجد بیت** الفتوح میں جب آتشزدگی کا واقعہ پیش آیا تو محمد اصغر صاحب خصوصی طور پر حضورانور سے ملنے کے لیے لندن تشریف لے گئے۔ خاکسار بھی ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کیا اور ساتھ ہی 500 پاؤنڈز کا چیک حضور انور کی خدمت میں مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نَو کے لیے پیش کیا۔

کارڈف مسجد کے پروجیکٹ میں محترم محمد اصغر صاحب کی خصوصی دلچسپی تھی اور ہر ملاقات پر اس حوالے سے progress کے بارہ میں پوچھتے رہتے تھے۔ ان کی دِلی خواہش تھی کہ مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب جلد از جلد منعقد ہو اور حضورانور ویلز تشریف لائیں اور اسی دن ویلش اسمبلی میں بھی حضور خطاب فرمائیں جس کی تحریری اجازت انہوں نے اسپیکر اسمبلی سے لے رکھی تھی۔ اس کی دعوت بھی بالمشافہ ملاقات کر کے انہوں نے حضورانور کو دی۔ مگر کووڈ کی بیماری اور بہت سی دیگر وجوہات کی بنا پر ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ جماعت کا یہ سلطان نصیر 16 جون 2020ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ جب خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں خط لکھ کر اصغر صاحب کی اچانک وفات کی اطلاع دی تو حضورانور کی طرف سے خاکسار کے نام فیملی کے ساتھ افسوس اور تعزیت کا خط موصول ہوا۔

کارڈف مسجد کی تعمیر کی مکمل اجازت اگرچہ 2018ء میں کونسل کی طرف سے مل گئی تھی مگر بعض وجوہات اور کووڈ کی بیماری کی بنا پر مسجد کی تعمیر شروع نہ ہو سکی۔ اس دوران بطور مسجد اور نماز سنٹر نیز دیگر جماعتی پروگراموں کا انعقاد کر کے اس عمارت سے بھرپور استفادہ کیا جاتا رہا۔ بالآخر حضورانور کی منظوری سے کارڈف مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب 9؍ستمبر 2023ء کو منعقد ہوئی جس میں محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت برطانیہ نے قادیان سے منگوائی گئی ایک اینٹ (جو دعا کر کے حضورانور نے دی تھی) سنگِ بنیاد میں رکھی۔ اس موقع پر بہت سے دیگر احباب کے علاوہ محترم چودھری ڈاکٹر اعجازالرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے، محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب نائب صدر صف دوم مجلس انصاراللہ یوکے، مکرم سعادت احمد صاحب ناظم اعلیٰ انصاراللہ ویلز و ساؤتھ ویسٹ ریجن اور خاکسار کو بھی مسجد کی بنیاد میں اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحمدللہ علی ذٰلک

کارڈف مسجد کی تعمیر کا کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنوری 2024 سے شروع ہو چکا ہے اور پروگرام کے مطابق مارچ 2025ء میں یہ شاندار منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

مجلس انصاراللہ کی طرف سے محترم شکیل احمد بٹ صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ یوکے اس پروجیکٹ کے انچارج مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اور اُن کی ٹیم کی اس حوالے سے خدمت قبول فرمائے اور اس مسجد کی تعمیر کے لیے کسی بھی قسم کی قربانی کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

مسجد سے وابستگی کی خوبصورت یادیں اور چند برکات

(الرحیق المختوم)

اپنے ذہن کے نہاں خانوں میں جھانک کر جب مَیں نے بچپن کی یادیں سمیٹنے کی کوشش کی تو ایک بہت خوشگوار یاد مسجد بیت الحمد (دارالیمن وسطی ربوہ) کی تھی جو گنبدوں والی مسجد کے نام سے معروف تھی جس کی وجہ اس کے تین سفید گنبد اور دو اطرافی مینار تھے۔ اس مسجد میں بچپن سے لے کر اوائل جوانی تک کا میرا بہترین وقت گزرا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ مسجد کے ساتھ تعلق بنانے میں سب سے اہم کردار میری والدہ محترمہ کا تھا جو ہر نماز پر ہر روز کبھی غصہ سے اور زیادہ تر پیار سے مسجد بھیجا کرتی تھیں اور نماز کے بعد جب گھر واپس آتا تو امی جان نماز کا پوچھا بھی کرتی تھیں۔ بچپن میں اپنے چچا کے ساتھ مسجد میں جانا شروع ہوا تھا لیکن ربوہ میں رہنے کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ گلی کے یار دوستوں کے ساتھ بنا کسی بڑے کی نگرانی کے مسجد چلے جاتے تھے۔ وہاں نمازوں کے بعد مختلف تعلیمی و تربیتی کلاسیں ہوا کرتی تھیں جو کہ منتظم اطفال لیا کرتے تھے۔ ایک اصول یہ بھی تھا کہ جس نے عصر کی نماز ادا نہیں کی اسے عصر سے مغرب تک ہونے والی کھیلوں میں شامل نہیں کیا جاتا تھا۔ جس دن مسجد میں بالخصوص عصر اور مغرب ادا نہ کی جاتی منتظم صاحب اطفال یا گلی کا سائق حال احوال پوچھنے گھر پر چلا آتا (گو ایسا بہت کم ہوتا)۔

بچپن سے مسجد جانے کا سب سے پہلا اور بڑا فائدہ جو تب نظر نہیں آتا تھا وہ یہ تھا کہ لاشعوری طور پر مسجد کی تقدیس و حرمت دل میں قائم ہوگئی۔ محلّے کے بڑوں بزرگوں سے خاص فائدہ اٹھانے کا بھی موقع ملتا رہا کیونکہ وہ خود بھی ہر جمعہ کے روز نماز فجر کے بعد پوری مسجد کی صفائی وغیرہ یعنی وقارِ عمل کرتے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے کہ محلے کا ہر طفل اس وقارِ عمل میں شامل ہو۔ اس وقارِ عمل میں تمام مسجد کو دھویا جاتا، صفیں جھاڑی جاتیں، دیواروں پہ جالوں وغیرہ کی صفائی کی جاتی اور مسجد سے ملحقہ کچی زمین پر بکھرے پتوں اور دیگر دھول مٹی کو صاف کر کے چونا لگایا جاتا۔ وضو کرنے کی جگہوں اور غسل خانوں کی بہترین صفائی کی جاتی۔ پھر اگربتیاں جلا کر مسجد کے درو دیوار کو معطّر کر دیا جاتا۔

مجھے کوشش کے باوجود بھی یہ یاد نہیں آتا کہ مَیں نے کبھی گھر میں نماز یاد کی ہو۔ بلکہ ہماری مسجد میں بلاناغہ نماز یاد کروانے کی کلاسیں منعقد ہوتیں جن میں نماز باترجمہ رواں اور پھر لفظی ترجمہ کے ساتھ یاد کروائی جاتی۔ مربی اطفال نے ہمیں وفات مسیح کے متعلق بھی آیات یاد کرائیں۔ مختلف دلیلیں سمجھائیں۔ پھر اُس دَور میں اطفال کے پرچے ہوا کرتے تھے جو ستارۂ اطفال، ہلال اطفال، قمر اطفال اور بدر اطفال کے نام سے موسوم تھے۔ یہ پرچے منتظم اطفال کی زیر نگرانی حل کیے جاتے تھے جس کی وجہ سے شعوری لاشعوری طور پر مختلف دینی معلومات ذہن نشین ہوتی رہیں۔ بچپن کی تربیت کے دوران ہی سیرت النبی ﷺ کے پڑھنے کا چسکا لگا جو پہلا عشق بن کر آج بھی قائم دائم ہے۔ اس طرح کچھ انتظامی سوجھ بوجھ بھی پیدا ہونے لگی۔ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں پہلے سائق بنا اور پھر خادم ہونے پر منتظم اطفال تک کا سفر کیا۔

مسجد کے ذریعے خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے بھی تعلق مضبوط ہوتا رہا۔ مسجد میں تین روزہ تربیتی اجتماعات کے دوران خیمہ جات لگا کر رہنے کا موقع بھی ملا جن میں پورے محلے کے زیادہ تر خدام ذوق و شوق سے حصہ لیتے۔ رات کھانے کے بعد شعر و شاعری و لطائف کی محفل لگتی جس کا الگ ہی مزہ رہتا۔ قصہ مختصر یہ کہ مسجد جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف روحانی حالت میں بہتری عطا کی بلکہ جسمانی طہارت و صحت میں بہتری بھی عطا فرمائی۔

اپنے محلّہ کی گنبدوں والی مسجد کے حوالے سے بہت سے بزرگ مجھے یاد آرہے ہیں جن میں سے کچھ حیات ہیں اور اکثر اس جہان فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔ ہمارے محلّے میں ایک بابا صدیق صاحب ہوتے تھے جن کا خاصہ یہ تھا کہ وہ نماز کے لیے اقامت کہنے میں ہمیشہ پہل کیا کرتے تھے۔ مَیں جب نیا نیا خادم ہوا تو ایک دن اُن کے ساتھ پہلی صف میں کھڑا تھا کہ انہوں نے مجھے کہنی ماری اور کہا کہ اقامت کہو۔ مَیں نے جھجک کر اور رُک رُک کر اقامت کہی۔ جہاں مَیں اٹکتا وہاں وہ لقمہ دے دیتے اور یوں انہوں نے میری جھجک کو ختم کرنے میں مدد دی۔ پھر میرا، میرے بھائی کا اور بابا صدیق مرحوم کا مقابلہ ہوتا کہ کون اقامت کہے گا۔ اکثر مَیں یا میرا بھائی اقامت کہنے میں کامیاب ہو جاتے۔ کچھ عرصے کے بعد ہمیں یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ بابا جی جان بوجھ کر ہمیں جیت کر اقامت کہنے کا موقع دیا کرتے تھے۔

مسجد جانے کی ایک برکت یہ بھی حاصل ہوئی کہ امام مسجد نمازوں میں قرآن کریم کی جن آیات کی تلاوت کیا کرتے تھے، وہ آیات اُن کے بار بار دہرانے کی وجہ سے یاد ہو گئیں اور جن کا آج تک فائدہ ہو رہا ہے۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ زندگی میں قرآن مجید کا پہلا دَور مسجد میں ہی مکمل کیا تھا اور پھر دوسرا دَور بھی۔ دونوں مرتبہ والدہ محترمہ نے قرآن کریم کا دَور مکمل ہونے کی خوشی میں خادم مسجد (جو کہ اس وقت امام مسجد بھی تھے) کو سفید دھوتی کُرتے کا تحفہ دیا تھا۔

پھر مجھے محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم یاد آرہے ہیں جن کی تلاوت کی مخصوص آواز آج بھی کانوں میں گونجتی ہے اور نماز کے بعد ان کا ملفوظات (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) سے درس دینا بھی یاد آتا ہے۔ الغرض ایک نہ ختم ہونے والا یادوں کا سلسلہ ہے مسجد گنبد والی (بیت الحمد) کے حوالے سے جو قلمبند کیا جاسکتا ہے۔

مسجد کے حوالے سے مَیں نے اپنے ایک استاد مکرم عاطف وقاص پاشا صاحب (حال مقیم کینیڈا) سے جب دریافت کیا کہ وہ مسجد کے ساتھ تعلق و اہمیت کو کس نظر سے دیکھتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ جس طرح تم اور مَیں اس وقت فون پر ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہیں یعنی اِدھر تم مجھ سے بات کر رہے ہو اور فوری مَیں اس کا جواب دے رہا ہوں اسی طرح مسجد ایک بندے اور اس کے خدا تعالیٰ کے درمیان رابطے کی ایک شکل ہے۔ یعنی تمہاری بات مجھ تک مختلف ذرائع سے بھی پہنچ جائے گی مگر فون تو ڈائریکٹ رابطہ ہے۔ اسی طرح ربِ کریم سے رابطے کے بھی مختلف ذرائع ہیں مگر میرا مشاہدہ ہے کہ مسجد سے کیا جانے والا رابطہ سب سے مضبوط اور تیز تر ہے۔

مَیں نے مزید پوچھا کہ آپ کا مسجد سے تعلق کیسے بنا؟ وہ کہنے لگے کہ ربوہ میں تو تقریباً ہر ایک کا ہی مسجد سے تعلق ہوتا ہے، کسی کا واجبی سا اور کسی کا مضبوط۔ میرا مسجد سے رابطہ تو بچپن میں ہی دوسرے اطفال کی طرح شروع ہوگیا تھا۔ مگر اصل تعلق تب شروع ہوا جب مَیں نے چند دوستوں کے ہمراہ اعتکاف کیا۔ اس دوران یہ بات میخ کی طرح دل و دماغ میں گڑ گئی کہ یہ ایک عظیم الشان ہستی کا گھر ہے اور اس کا یہ حق ہے کہ اس خدائے واحد و یگانہ کی خاطر اس گھر کو پاک صاف رکھا جائے۔ تو ہم لوگ اپنی عبادات وغیرہ سے فارغ ہوکر ہر روز مسجد کی صفائی ستھرائی کیا کرتے اور خوشبو کا اہتمام کرتے۔ کہنے لگے کہ مجھے لگتا ہے کہ مسجد کی اس خدمت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مجھے بعد میں مختلف اوقات میں کئی انعامات عطا کیے بلکہ اب تک عطا ہو رہے ہیں۔

پھر وہ کہنے لگے کہ میرا یہ احساس ہے کہ مسجد انسان کو اللہ تعالیٰ سے ملانے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عشق اور اُس کی عطا کا سفر مسجد سے ہی شروع ہوتا ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے گھر جاکر اس کے در پر دھونی رما کر بیٹھتے ہیں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ توجہ نہ فرمائے، وہ جواب دیتا ہے اور ہم احمدیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص کرم ہے کہ وہ جلد توجہ عطا فرما دیتا ہے۔ مَیں نے بہت سے احمدیوں کو دیکھا ہے جو اسائیلم کیس پر مغربی ممالک میں آئے اور یہاں آکر وہ باقاعدگی سے مسجد جاتے، وہاں وضوخانے اور ٹوائلٹس صاف کرتے اور مسجد کے اندر بھی دلی محبت کے ساتھ صفائی کرتے۔ اگر کبھی اُن سے پوچھا جاتا کہ اُن کا کیس کہاں تک پہنچا ہے تو جواب ملتا کہ ہمارے کیس میں کوئی جان تو نہیں تھی مگر ہم نے مسجد کے وضوخانے صاف کر کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنا کیس پاس کروالیا۔ اسی طرح مسجد میں جب لوگ ایک دوسرے کو بلاناغہ دیکھتے ہیں تو ایک خاموش تعلق پیدا ہو جاتا ہے جس میں عزت و احترام غالب ہوتا ہے۔ اور جب کندھے سے کندھا ملا کر باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے تو پوری جماعت ایک اکائی کی صورت ڈھل جاتی ہے۔ ایک دوسرے سے نکلتی ہوئیں روحانی شعائیں جب دوسروں میں جذب ہونے لگتی ہیں تو ایک دوسرے کی کمزوریوں کو بھی دُور کرتی ہیں۔

بچپن کی ایک خوبصورت یاد بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ مسجد جانے کے ذوق و شوق کے حوالے سے مجھے محلے کے ایک محترم بزرگ بشیر قمر صاحب یاد آتے ہیں۔ اُن کا خاصا تھا کہ ربوہ میں جب سخت آندھی آتی اور لوگ گھروں کی طرف بھاگ رہے ہوتے تو وہ سخت آندھی طوفان میں بھی ہواؤں سے لڑتے لڑاتے مسجد کی طرف گامزن ہوتے۔ اُن کی دیکھا دیکھی مجھے بھی مسجد جانے کی عادت ہوگئی اور خاص طور پر جب نماز کے وقت آندھی و طوفان ہوتا تو ہم بالضرور مسجد جاتے اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آندھی کے دوران نماز کے وقت مسجد میں صرف ہم دو ہی ہوا کرتے تھے لیکن جو نماز تب ادا کی جاتی اس کا سرور اور لطف ہی کچھ اَور ہوتا۔

مَیں نے اپنے ایک اَور دوست مکرم جاوید اقبال صاحب سے پوچھا کہ ان کو مسجد جانے کی عادت کیسے ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ان کو مسجد لے جانے کا سہرا ان کے مرحوم دادا جان کے سر جاتا ہے۔ بچپن میں جب وہ ایک بار مسجد اپنے دادا جان کے ہمراہ گئے تو وہاں انہیں جمعہ سے پہلے کی اذان دینے کا موقع ملا۔ اس پر خواتین کی طرف سے لجنہ کی صدر نے پیغام بھیجا کہ جس بچے نے اذان دی ہے اسے اُن کے پاس بھیجا جائے۔ جاوید صاحب ان کے پاس گئے تو صدر صاحبہ نے انہیں انعام کے طور پر ایک چوّنی دی اور ساتھ ہی کہا کہ ہر جمعہ کو وہ اذان دیا کریں اور اپنا انعام لیا کریں۔ جاوید صاحب ہنس کر کہنے لگے کہ دراصل یہ انعام کا ہی لالچ تھا جس کی وجہ سے مَیں جمعہ کا انتظار کرتا تاکہ اذان دے کر صدر لجنہ سے چوّنی انعام حاصل کرسکوں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہاں مسجد میں موجود بزرگوں کا بچوں کے ساتھ رویہ بہت حوصلہ افزا تھا۔ وہ اکثر بچوں کو اپنے پاس بلاتے۔ ان کا نام اور والد کا نام پوچھتے اور پیار کرتے شاباش دیتے۔ کہنے لگے کہ ان بزرگوں کی بدولت ان کا مسجد سے تعلق بنا جو کہ ان کی بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ مضبوط ہوتا چلا گیا۔ جاوید صاحب کہتے کہ اب عمر اور حالات ایسے ہیں کہ وہ بلاناغہ مسجد نہیں جاسکتے۔ گو کہ وہ گھر میں نماز ادا کرتے ہیں مگر مسجد کو بہت مِس کرتے ہیں۔ کیونکہ گھر میں پڑھی ہوئی سو نمازوں میں بھی وہ سکون نہیں ملتا جو مسجد میں جاکر ایک نماز میں ملتا ہے۔

حضرت براده الاسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اندھیروں کے دوران مسجدوں کی طرف بکثرت چل کر جانے والوں کو قیامت کے روز نور تام عطا ہونے کی بشارت دے دو۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر احمدی کو مساجد سے اپنا تعلق مضبوط کرنے اور محبت و عقیدت کے ساتھ مساجد کو آباد کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے تا روز قیامت وہ بھی نور تام حاصل کرنے والا ہو۔

(قسط دوم)

نومبائعین کی تربیت کے لیے قیمتی نصائح

(میر انجم پرویز، قائد تربیت نومبائعین مجلس انصاراللہ یوکے)

ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایمان کی مضبوطی کے لیے نومبائعین کو پیش آنے والی مشکلات

جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار اور برادری الگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بھائی بہن بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء و رسل سے زیادہ نہیں ہو۔ ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لیے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو۔ پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء و رُسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو۔ تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ دوست جو تمہیں قبولِ حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے۔ ورنہ چاہیے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہیے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کرلی ہے ان سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لیے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔(ملفوظات جلد6 صفحہ 354-355۔ ایڈیشن 2022)

بیعت، گناہ سے توبہ کا اقرار ہے

بیعت میں انسان زبان کے ساتھ گناہ سے توبہ کا اقرار کرتا ہے مگر اس طرح سے اس کا اقرار جائز نہیں ہوتا جب تک دل سے وہ اس اقرار کو نہ کرے۔.... جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ میں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اگرچہ مجھے اپنے بھائیوں، قریبی رشتہ داروں اور سب دوستوں سے قطع تعلق ہی کرنا پڑے مگر میں خدا تعالیٰ کو سب سے مقدّم رکھونگا اور اسی کے لیے اپنے تعلقات چھوڑتا ہوں۔ ایسے لوگوں پر خدا کا فضل ہوتا ہے کیونکہ انھی کی توبہ دلی توبہ ہوتی ہے۔ پھر جو لوگ دل سے دعا کرتے ہیں خدا ان پر رحم کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ آسمان، زمین اور سب اشیاء کا خالق ہے ویسے ہی وہ توبہ کا بھی خالق ہے اور اگر اس نے توبہ کو قبول کرنا نہ ہوتا تو وہ اسے پیدا ہی نہ کرتا۔ گناہ سے توبہ کرنا کوئی چھوٹی بات نہیں۔ سچی توبہ کرنے والا خدا سے بڑے بڑے انعام پاتا ہے۔

(ملفوظات جلد5 صفحہ 22-23۔ ایڈیشن 2022)

بیعت کے ساتھ دنیا کی خواہش نہ ملاؤ

اس شرط سے دین کو کبھی قبول نہ کرنا چاہیے کہ میں مالدار ہو جاؤں گا۔ مجھے فلاں عہدہ مل جاوے گا۔ یاد رکھو کہ شرطی ایمان لانے والے سے خدا بیزار ہے۔ بعض وقت مصلحت الٰہی یہی ہوتی ہے کہ دنیا میں انسان کی کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی۔ طرح طرح کے آفات، بلائیں، بیماریاں اور نامُرادیاں لاحق حال ہوتی ہیں مگر ان سے گھبرانا نہ چاہیے۔ موت ہر ایک کے واسطے کھڑی ہے اگر بادشاہ ہو جاوے گا تو کیا موت سے بچ جاوے گا؟ غریبی میں بھی مرنا ہے۔ بادشاہی میں بھی مرنا ہے۔ اس لیے سچی توبہ کرنے والے کو اپنے ارادوں میں دنیا کی خواہش نہ ملانی چاہیے۔(ملفوظات جلد5 صفحہ 23۔ ایڈیشن 2022)

اقرارِ بیعت کے اثرات

اس وقت تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے بیعت کا اقرار کیا ہے اور تمام گناہوں سے توبہ کی ہے اور خدا سے اقرار کیا ہے کہ کسی قسم کا گناہ نہ کریں گے۔ اس اقرار کی دو تاثیریں ہوتی ہیں۔ یا تو اس کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ کے بڑے فضل کا وارث ہو جاتا ہے کہ اگر اس پر قائم رہے تو اس سے خدا راضی ہو جائے گا اور وعدہ کے موافق رحمت نازل کرے گا اور یا اس کے ذریعے سے خدا کا سخت مجرم بنے گا کیونکہ اگر اقرار کو توڑے گا تو گویا اس نے خدا کی توہین کی اور اہانت کی۔ جس طرح سے ایک انسان سے اقرار کیا جاتا ہے اور اسے بجا نہ لایا جاوے تو توڑنے والا مجرم ہوتا ہے ایسے ہی خدا کے سامنے گناہ نہ کرنے کا اقرار کر کے پھر توڑنا خدا کے روبرو سخت مجرم بنا دیتا ہے۔ آج کے اقرار اور بیعت سے یا تو رحمت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی اور یا عذاب کی ترقی کی۔(ملفوظات جلد5 صفحہ 4۔ ایڈیشن 2022)

خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں

وہ جو اس سلسلے میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلن اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجے تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنے کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد2 صفحہ 220 مطبوعہ ربوہ)

اس دھوکا میں نہ رہو کہ ہم نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا ہے

پس یاد رکھو کہ نری بیعت اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کچھ بھی سود مند نہیں۔ جب کوئی شخص شدتِ پیاس سے مرنے کے قریب ہو جاوے یا شدتِ بھوک سے مرنے تک پہنچ جاوے تو کیا اس وقت ایک قطرہ پانی یا ایک دانہ کھانے کا اس کو موت سے بچا لے گا؟ ہر گز نہیں۔ جس طرح اس بدن کو بچانے کے واسطے کافی خوراک اور کافی پانی بہم پہنچانے کے سوائے مفر نہیں۔ اسی طرح پورے جہنم سے تھوڑی سی نیکی سے تم بھی بچ نہیں سکتے۔ پس اس دھوکا میں نہ رہو کہ ہم نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا ہے اب ہمیں کیا غم ہے۔ ہدایت بھی ایک موت ہے جو شخص یہ موت اپنے اوپر وارد کرتا ہے اس کو پھر نئی زندگی دی جاتی ہے اور یہی اصفیاء کا اعتقاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی ابتدائی حالت کے واسطہ فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ (المائدۃ:۱۰۶) یعنی پہلے اپنے آپ کو درست کرو، اپنے امراض کو دور کرو، دوسروں کا فکر مت کرو۔ ہاں رات کو اپنے آپ کو درست کرو اور دن کو دوسروں کو بھی کچھ ہدایت کر دیا کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہارے گناہوں سے تمہیں مخلصی دے اور تمہاری کمزوریوں کو تم سے دور کرے اور اعمالِ صالح اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق دیوے۔ آمین۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 21۔ ایڈیشن 2022)

خدا سے عہد کر کے توڑا موجب عذاب ہے

اس بیعت کی اصل غرض یہ ہے کہ خدا کی محبت میں ذوق وشوق پیدا ہو اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو کر اس کی جگہ نیکیاں پیدا ہوں۔ جو شخص اس غرض کو ملحوظ نہیں رکھتا اور بیعت کرنے کے بعد اپنے اندر کوئی تبدیلی کرنے کے لیے مجاہدہ اور کوشش نہیں کرتا جو کوشش کا حق ہے اور پھر اس قدر دعا نہیں کرتا جو دعا کرنے کا حق ہے تو وہ اس اقرار کی جو خدا تعالیٰ کے حضور کیا جاتا ہے سخت بے حرمتی کرتا ہے۔.... تم لوگوں نے اس وقت خدا تعالیٰ کے حضور میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ توبہ تمہارے لیے باعث برکت ہونے کی بجائے لعنت کا موجب ہو جاوے۔ کیونکہ اگر تم لوگ مجھے شناخت کر کے بھی اور خدا تعالیٰ سے اقرار کر کے بھی اس عہد کو توڑتے ہو تو پھر تم کو دوہرا عذاب ہے کیونکہ عمداً تم نے معاہدہ کو توڑا ہے۔ دنیا میں جب کوئی شخص کسی سے عہد کر کے اسے توڑتا ہے تو اس کو کس قدر ذلیل اور شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ وہ سب کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ پھر جو شخص خدا تعالیٰ سے عہد اور اقرار کر کے توڑے وہ کس قدر عذاب اور لعنت کا مستحق ہو گا۔ پس جہاں تک تم سے ہو سکتا ہے اس اقرار اور عہد کی رعایت کرو اور ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہو۔ پھر اس اقرار پر قائم اور مضبوط رہنے کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 21-22۔ ایڈیشن 2022)

بیعت اعمالِ صالحہ کی تخم ریزی ہے

یہ بیعت تخم ریزی ہے اعمالِ صالحہ کی۔ جس طرح کوئی باغبان درخت لگاتا ہے یا کسی چیز کا بیج بوتا ہے۔ پھر اگر کوئی شخص بیج بو کر یا درخت لگا کر وہیں اس کو ختم کر دے اور آئندہ آبپاشی اور حفاظت نہ کرے تو وہ تخم بھی ضائع ہو جاوے گا۔ اسی طرح انسان کے ساتھ شیطان لگا رہتا ہے۔ پس اگر انسان نیک عمل کر کے اس کے محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ عمل ضائع جاتا ہے۔ .... یاد رکھو کہ بیعت کے وقت توبہ کے اقرار میں ایک برکت پیدا ہوتی ہے۔ اگر ساتھ اس کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی شرط لگا لے تو ترقی ہوتی ہے۔ مگر یہ مقدم رکھنا تمہارے اختیار میں نہیں بلکہ امدادِ الٰہی کی سخت ضرورت ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:۷۰) کہ جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری راہ میں انجام کار راہنمائی پر پہنچ جاتے ہیں۔ جس طرح وہ دانہ تخم ریزی کا بدوں کوشش اور آبپاشی کے بے برکت رہتا بلکہ خود بھی فنا ہو جاتا ہے اسی طرح تم بھی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے اور دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا! ہماری مدد کر تو فضلِ الٰہی وارد نہیں ہو گا اور بغیر امدادِ الٰہی کے تبدیلی ناممکن ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 12-13۔ ایڈیشن 2022)

مشروط بیعت والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں

جو لوگ اس قسم کی شرائط پیش کرتے ہیں کہ اس قدر آمدنی ہو جاوے تو ایمان لائیں گے وہ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان لا کر اللہ تعالیٰ پر یا اس کے رسول پر احسان کرتے ہیں۔ وہ احمق نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی پروا کیا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہدایت کی راہ ان کو بتائی اور اپنے مامور کو ہدایت کے واسطے بھیجا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا صاف احسان ہے وہ الٹا خدا تعالیٰ پر احسان رکھنا چاہتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نشان اللہ کے پاس ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے زمین و آسمان میں نشان ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ کیسے بیوقوف ہیں جو اتنا نہیں سمجھتے کیا یہ وقت کسی نبی کی ضرورت کا ہے یا نہیں؟ حالت زمانہ خود اس پر شہادت دیتی ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر اور وہ کیا نشان چاہتے ہیں؟ ہر شخص اس امر کا محتاج ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور وہ اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے جاوے۔ جب اس امر کی ضرورت ہے تو یہ شرط کیسی بیہودہ اور فضول ہے کہ وہ کام ہو یا اس قدر آمدنی ہو تو بیعت کروں گا۔ ضرورت جو ہر وقت مدنظر ہونی چاہیے وہ تو حسنِ انجام کی ضرورت ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 182۔ ایڈیشن 2022)

بیعت سے دنیا مقصود نہ ہو

بعض لوگ ایسے کچے اور کمزور ہوتے ہیں کہ ان کی بیعت کی غرض بھی دنیا ہی ہوتی ہے۔ اگر بیعت کے بعد ان کی دنیاداری کے معاملات میں ذرا سا فرق آ جاوے تو پھر پیچھے قدم رکھتے ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ جماعت اس بات کے واسطے نہیں کہ دولت اور دنیاداری ترقی کرے اور زندگی آرام سے گذرے۔ ایسے شخص سے تو خدا بیزار ہے۔ چاہیے کہ صحابہؓ کی زندگی کو دیکھو وہ زندگی سے پیار نہ کرتے تھے۔ ہر وقت مرنے کے لیے تیار تھے۔ بیعت کے معنے ہیں اپنی جان کو بیچ دینا۔ جب انسان زندگی کو وقف کر چکا تو پھر دنیا کے ذکر کو درمیان میں کیوں لاتا ہے۔ ایسا آدمی تو صرف رسمی بیعت کرتا ہے۔ وہ تو کل بھی گیا اور آج بھی گیا۔ یہاں تو صرف ایسا شخص رہ سکتا ہے جو ایمان کو درست کرنا چاہے۔ انسان کو چاہیے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے۔ وہ تو ایسے تھے کہ بعض مر چکے تھے اور بعض مرنے کے لیے طیار بیٹھے تھے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کے سوائے بات نہیں بن

سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ کنارہ پر کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں تاکہ ابتلا دیکھ کر بھاگ جائیں وہ فائدہ نہیں حاصل کر سکتے۔ دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ کوئی ذرا سی تکلیف ہو تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتے ہیں اور آرام کے وقت خدا کو بھول جاتے ہیں۔ کیا لوگ چاہتے ہیں کہ امتحان میں سے گذرنے کے سوائے ہی خدا خوش ہو جائے۔ خدا رحیم و کریم ہے۔ مگر سچا مومن وہ ہے جو دنیا کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دے۔ خدا ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ ابتدا میں مومن کے واسطے دنیا جہنم کا نمونہ ہو جاتا ہے۔ طرح طرح کے مصائب پیش آتے ہیں۔ اور ڈراؤنی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ تب وہ صبر کرتے ہیں اور خدا ان کی حفاظت کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد8 صفحہ 28-29۔ ایڈیشن2022)

اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور غیر میں کچھ فرق نہیں

ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہیے کہ نری لفاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشا کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیے۔ صرف مسائل سے تم خدا کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں پھر کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر، فریب، کسل اور سستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کیے جاؤ گے۔ (ملفوظات جلد8 صفحہ 31۔ ایڈیشن2022)

جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام ہے

ثابت قدمی خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام ہے۔ انسان جب خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو راستہ میں بہت سی بلاؤں اور طوفانوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جب تک ان میں سے انسان گذر نہ لے منزلِ مقصود کو پہنچ نہیں سکتا۔ امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا کیونکہ امن اور آرام کے وقت تو ہر ایک شخص خوش رہتا ہے اور دوست بننے کو طیار ہے۔ مستقیم وہ ہے کہ سب بلاؤں کو برداشت کرے۔ (ملفوظات جلد8 صفحہ 40۔ ایڈیشن2022)

جو دنیا کو مقدم کرتا ہے وہ اقرار بیعت کو توڑتا ہے

یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی مومن اور بیعت میں داخل ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لے جیسا کہ وہ بیعت کرتے وقت کہتا ہے۔ اگر دنیا کی اغراض کو مقدم کرتا ہے تو وہ اس اقرار کو توڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مجرم ٹھیرتا ہے۔ (ملفوظات جلد8 صفحہ 132۔ ایڈیشن2022)

سچی بیعت سے گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں

حدیث میں آیا ہے کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ۔ اب جو تم لوگوں نے بیعت کی تو اب خدا تعالیٰ سے نیا حساب شروع ہوا ہے۔ پہلے گناہ صدق و اخلاص کے ساتھ بیعت کرنے پر بخشے جاتے ہیں۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ اپنے لیے بہشت بنالے یا جہنم۔ .... ہماری جماعت کو تو ایسا نمونہ دکھانا چاہیے کہ دشمن پکار اٹھیں کہ گو یہ ہمارے مخالف ہیں مگر ہیں ہم سے اچھے۔ اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی خدا ترسی اور اتقا کے قائل ہو جائیں۔ (ملفوظات جلد9 صفحہ 238۔ ایڈیشن2022)

مشروط بیعت قابل قبول نہیں

میں کھول کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری بیعت اس لیے کرتا ہے کہ اسے بیٹا ملے یا فلاں عہدہ ملے یعنی شرطی باتوں پر بیعت کرتا ہے تو وہ آج نہیں۔ کل نہیں۔ ابھی الگ ہو جاوے اور چلا جاوے۔ مجھے ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں اور نہ خدا کو ان کی پرواہ ہے۔ یقیناً سمجھو! اس دنیا کے بعد ایک اور جہان ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا۔ اس کے لیے تمہیں اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیے۔ یہ دنیا اور اس کی شوکتیں یہاں ہی ختم ہو جاتی ہیں مگر اس کی نعمتوں اور خوشیوں کا بھی انتہا نہیں ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص ان سب باتوں سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہی مومن ہے اور جب ایک شخص خدا کا ہو جاتا ہے تو پھر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ اسے چھوڑ دے۔ (ملفوظات جلد9 صفحہ 25۔ ایڈیشن2022)

بیعت کے بعد ایک امتیاز دکھائیں

ہماری جماعت کو چاہیے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے۔ اگر کوئی شخص بیعت کر کے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا، اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح ہی پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں۔ اگر بیعت کے بعد بھی وہی بد خلقی اور بدسلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ؟ چاہیے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ .... سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے۔ چاہیے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جاوے اور خدا کے لیے کیا جاوے تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا۔ (ملفوظات جلد9 صفحہ 238۔ ایڈیشن2022)

میں کثرت جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا

میں کثرت جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ اب اگرچہ چار لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے مگر حقیقی جماعت کے معنے یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کر لی۔ بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے ان میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے اور ان کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے۔ نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجہ سے نکل کر خدا کی رضا میں محو ہو جاویں۔ حق اللہ اور حق العباد کو فراخ دلی سے پورے اور کامل طور سے ادا کریں۔ دین کے واسطے اور اشاعتِ دین کے لیے ان میں ایک تڑپ پیدا ہو جاوے اپنی خواہشات اور ارادوں، آرزوؤں کو فنا کر کے خدا کے بن جاویں۔
(ملفوظات جلد10 صفحہ 119۔ ایڈیشن2022)

اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بناؤ

ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہیے اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ بُرے نمونے سے اَوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ (ملفوظات جلد10 صفحہ 120۔ ایڈیشن2022)

بیعت کی حقیقت سے آگاہ ہونا ضروری ہے

بیعت کرنے سے مطلب بیعت کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہے۔ ایک شخص نے روبرو ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی، اصل غرض اور غایت کو نہ سمجھا یا پروا نہ کی تو اس کی بیعت بے فائدہ ہے اور اس کی خدا کے سامنے کچھ حقیقت نہیں۔ مگر دوسرا شخص ہزار کوس سے بیٹھا بیٹھا صدقِ دل سے بیعت کی حقیقت اور غرض و غایت کو مان کر بیعت کرتا ہے اور پھر اس اقرار کے اوپر کاربند ہو کر اپنی عملی اصلاح کرتا ہے وہ اس روبرو بیعت کرکے بیعت کی حقیقت پر نہ چلنے والے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 123۔ ایڈیشن 2022)

بیعت کی حقیقت سے پوری واقفیت اور اس پر کاربند ہونا ضروری ہے

ظاہر نام میں تو ہماری جماعت اور دوسرے مسلمان دونوں مشترک ہیں۔ تم بھی مسلمان ہو۔ وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ تم کلمہ گو ہو وہ بھی کلمہ گو ہیں۔ تم بھی اتباعِ قرآن کا دعویٰ کرتے ہو۔ وہ بھی اتباعِ قرآن ہی کے مدعی ہیں۔ غرض دعووں میں تو تم اور وہ دونوں برابر ہو مگر اللہ صرف دعووں سے خوش نہیں ہوتا جب تک کوئی حقیقت ساتھ نہ ہو اور دعوے کے ثبوت میں کچھ عملی ثبوت اور تبدیلی حالت کی دلیل نہ ہو۔ اس واسطے اکثر اوقات مجھے اس غم سے سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ ظاہری طور سے جماعت (کی) تعداد میں تو بہت ترقی ہو رہی ہے کیا خطوط کے ذریعہ سے اور کیا خود حاضر ہو کر دونوں طرح سے سلسلہ بیعت میں روزافزوں ترقی ہو رہی ہے۔

آج کی ڈاک میں بھی ایک لمبی فہرست بیعت کنندگان کی آئی ہے، لیکن بیعت کی حقیقت سے پوری واقفیت حاصل کرنی چاہیے اور اس پر کاربند ہونا چاہیے۔ اور بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کرکے دکھاوے اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ بیعت پھر اس واسطے اور بھی باعث عذاب ہوگی کیونکہ معاہدہ کرکے جان بوجھ اور سوچ سمجھ کر نافرمانی کرنا سخت خطرناک ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 289۔ ایڈیشن 2022)

نو مبائعین جلسہ سالانہ میں شامل ہوں

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لیے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقینِ کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لیے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیے اور دعا کرنا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لیے باعث ضعفِ فطرت یا کمی مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لیے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لیے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں، لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لیے مقرر کیے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدمِ موانعِ قویہ تاریخِ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔۔۔۔ ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 318-319)

میں بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ایسی ہو....

میں تو بہت دُعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دُنیا کے کیڑے نہیں ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے میں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کر لیں کیونکہ خدا اس جماعت کو ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنھوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ، پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جاتے ہیں کہ صرف دنیا ہی دنیا اُن کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ اُن کی نظر پاک ہے نہ اُن کا دل پاک ہے اور نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لیے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرام کاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوعِ انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے۔۔۔۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لیے ایک جماعت ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لیے ایک اور قوم پیدا کرے گا جو صدق اور وفا میں اُن سے بہتر ہو۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 330-331)

(باقی آئندہ شمارہ میں ان شاء اللہ)

سالانہ مقابلہ مضمون نویسی 2023ء میں سوم آنے والا مضمون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے!

(شیخ رفیق احمد طاہر۔ مجلس بیت الفتوح)

مقصد بعثت انبیاء

پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنی راز نبوت ہے اسی سے آشکار

جب لوگ صراط مستقیم سے منحرف ہو کر خالق حقیقی سے منہ موڑ لیتے ہیں اور ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں کھو جاتے ہیں۔ اشرف المخلوقات فسق و فجور میں مبتلا ہو کر قعر مذلت کی عمیق پنہائیوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ جب شرک کی تاریکی توحید کے نور کو ڈھانپنے لگتی ہے۔ اور سعید روحیں سخت بے چین ہو کر سوالی نظروں کے ساتھ آسمان کی طرف تکنے لگتی ہیں۔ تب خدا تعالیٰ کا رحم جوش میں آتا ہے۔

خدا تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ کے باعث انبیاء اکرام علیہم السلام کو مبعوث فرماتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں۔ وہ خدا آشنا ہوتے ہیں اور لوگوں کو خدا تک پہنچنے کا راستہ دکھاتے ہیں۔ اور اس غرض کو پورا کرتے ہیں جس کے لیے یہ کائنات تخلیق کی گئی ہے۔ یعنی تعلق باللہ۔ آنحضرت ﷺ کی آمد پر یہی ہوا۔ فسق و فجور کی انتہاؤں کو چھونے والے عرب، نبی مقدس ﷺ کی قوت قدسی کے طفیل معرفت الٰہی کے نور سے منور ہو کر آسمان روحانیت کے درخشاں ستارے بن گئے۔ جہالت کی اتھاہ وادیوں میں گرے ہوئے عرب، نبی مقدس ﷺ کی صحبت میں آئے تو دنیا کے معلم بن گئے اور ساری دنیا کی راہنمائی ان سے وابستہ ہو گئی۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اس روحانی انقلاب کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا۔ کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے۔ پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔“ (روحانی خزائن جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۱ برکات دعا)

صحابہ کرام کی ایسی ہی کیفیت کا نقشہ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے عربی اشعار میں یوں کھینچا ہے:

أَحْيَيْتَ أَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَةٍ
مَاذَا يُمَاثِلُكَ بِهٰذَا الشَّانِ
تَرَكُوا الْغَبُوْقَ وَ بَدَّلُوا مِنْ ذَوْقِهٖ
ذَوْقَ الدُّعَاءِ بِلَيْلَةِ الْأَحْزَانِ
فَطَلَعْتَ يَا شَمْسَ الْهُدٰى نُصْحًا لَّهُمْ
لِتُضِيْئَهُمْ مِنْ وَّجْهِكَ النُّوْرَانِي

تُو نے صدیوں کے مُردوں کو ایک ہی جلوہ سے زندہ کر دیا، کون ہے؟ جو اس شان میں تیرا مثیل ہو سکے۔

انہوں نے شام کی شراب چھوڑ دی اور اس کی لذت کو غم کر راتوں میں کی جانے والی دُعا کی لذت سے بدل دیا۔

سو تُو نے اے آفتاب ہدایت! ان کی خیر خواہی کے لیے طلوع کیا تاکہ اپنے نُورانی چہرہ سے تُو ان کو منوّر کر دے

ہمیں ایسا ہی انقلاب آپ ﷺ کے غلام صادق، امام الزماں، مہدی دوراں، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر بھی نظر آیا۔ جو کہ آپ علیہ السلام کی صداقت کا بین ثبوت، اور آپؑ پر ایمان لانے کی ضرورت پر گواہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ السلام خود فرماتے ہیں،

مبارک وہ جو اَب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے ان کو ساقی نے پلادی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْ أَخْزَى الْأَعَادِي

یہ آپ علیہ السلام کی قوت قدسی کا معجزہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے خدائی وعدوں کے مطابق علم و معرفت میں ترقی کر رہی ہے۔ آج جبکہ دنیا جہالت و ظلمت، ظلم و تعدی اور معاشرتی تنزل کا شکار ہے۔ ایک جماعت احمدیہ ہی ہے جو حقیقی قیادت و امامت سے بہرہ مند ہے۔ اور امام مہدیؑ کے خلیفہ کی قیادت میں، آلائشوں اور غلاظتوں کے ماحول سے دامن بچاتے ہوئے، خدائے عزوجل کے مقرر کردہ صراط مستقیم پر رواں دواں ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

آج ان ہلاکت آفریں اور آتشیں حالات میں، محسن انسانیت ﷺ کے ظل کا محفوظ سائبان ان الفاظ میں اعلان کر رہا ہے:

”اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت در پیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔“ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش میں
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

پس ضروری ہے کہ امن کی گود میں آنے کے لیے دنیا امام وقت یعنی مہدی دوراںؑ پر ایمان لائے۔ اور جو ایمان لا چکے ہیں صدق و وفا میں ترقی کریں۔

انسان کی غرض پیدائش اور انبیاء کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تعلق باللہ کے لیے پیدا فرمایا ہے لفظ تعلق عَلَق سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں چمٹ جانے والا مادہ۔ جب کوئی چیز اتنی قریب ہو کہ گویا ساتھ ہی چمٹ جائے اس کے لیے لفظ علق بولا جاتا ہے۔ وجہ تخلیق کائنات افضل الرسل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ، ہمارے پیارے نبی ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (العلق:۳)

حضرت مصلح موعودؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کریمہ کی مفصل تفسیر فرمائی ہے جو کہ تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۲۶۵ تا ۲۶۸ پر درج ہے۔ اس کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ انسان میں اللہ تعالیٰ نے دو جذبے کامل طور پر ودیعت کیے ہیں ایک جذبہ محبت اور دوسرا جذبہ نفرت۔ ان دونوں جذبات کا صحیح استعمال صرف انبیاء ہی کر سکتے ہیں اور سکھا سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے کامل محبت اور شیطان سے کامل نفرت ہی اصل دین ہے اور یہی حقیقی غرض ہے جس کے لیے انسان کو تخلیق کیا گیا ہے۔

جب شیطان سے نفرت اور خدائے عزوجل سے محبت اپنی انتہا کو پہنچتی ہے تو انسان کامل ہو جاتا ہے اسے معراج نصیب ہوتا ہے اور عرش معلّٰی سے یہ آواز آتی ہے: وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۔ (سورۃ النجم ۸: تا ۱۰)

آنحضور ﷺ ہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے محبت الٰہی میں عروج حاصل کیا۔ قرب الٰہی کا معراج آپ کو عطا ہوا۔ آپ ﷺ خدا تعالیٰ کے اتنے قریب ہوئے کہ کلام پاک میں ارشاد ہوا، جبکہ وہ بلند ترین افق پر تھا۔ پھر وہ نزدیک ہوا۔ پھر وہ نیچے اتر آیا۔ پھر وہ دو قوسوں کے وتر کی طرح ہو گیا۔ یا اس سے بھی قریب تر۔ یہ وہ بلند ترین روحانی مقام ہے جو صرف آپ ﷺ ہی کا مقدّر تھا۔ آپ ﷺ نے وہ راستے طے کر کے دکھائے جن پر چل کر انسان اپنی پیدائش کے اعلیٰ ترین مقاصد حاصل کر سکتا ہے اور بجز ایمان لائے اس محسن کائنات ﷺ کی رسالت پر اور بجز کامل پیروی ہادی اعظم ﷺ، اور بغیر ایمان لائے اور بغیر استوار کیے تعلق صدق و وفا، آپ ﷺ کے مقرر کردہ مہدی دوراں علیہ السلام کے، انسان اپنا مقام محمود حاصل نہیں کر سکتا۔

بھیج درود اس محسن پر تُو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

آپ ہی ہیں جو کہ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ ہی اسوہ کامل ہیں۔ جس طرح آپؐ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح اس آنے والے امام پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جس کی پیشگوئی آپ ﷺ نے فرمائی تھی۔ جو کہ آپ کا ہی ظلّ ہے اور آپؐ کے رنگ میں ہی رنگین ہو کر آیا ہے۔ مخبر صادق ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق وہی مسیح و مہدی ہے۔ وہی ایمان کو ثریا سے واپس لانے والا ہے۔ وہی قرآن کی اصل تعلیم سے دنیا کو دوبارہ آشنا کرنے والا ہے۔ اسی نے اسلام کی اصل تصویر دنیا کو دکھائی ہے۔ وہی ہے جس نے بانیٔ اسلام ﷺ کا حسین اور منور چہرہ دوبارہ دنیا کے سامنے ہویدا کیا۔ پس بمطابق حکم حضرت خاتم الانبیاء ﷺ اس کو آپ ﷺ کا سلام پہنچانا اور اس کی بیعت کرنا بھی ضروری ہے۔

آیئے اب مختصراً دیکھتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے اس بارے میں کیا ارشادات ہیں۔

حضرت رسول مقبول ﷺ اور بزرگان سلف کے حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں ارشادات

انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں اسلام کا اصل حسن ناپید ہو چکا تھا۔ مسلمان، قیادت اور اتحاد سے محروم تھے۔ سارا ہندوستان عیسائیت کی یلغار کے سامنے بے بس نظر آتا تھا۔ ہندوستان میں لاکھوں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں جا چکے تھے۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس لبوں سے نکلنے والی مندرجہ ذیل پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ چکا تھا:

”اگر ایمان ثریا ستارہ کی بلندی تک بھی چلا گیا تو ان لوگوں یعنی حضرت سلمانؓ کی قوم میں سے کچھ لوگ یا ایک مرد اسے واپس لے آئے گا۔“

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قول وآخرین منہم لما یلحقون)

اس پیشگوئی کا مصداق قادیان کی بستی میں وہ مہر تاباں روشن ہوا جس کے ذمہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عظیم الشان کام مقدر تھا۔ جس کے ذمہ اسلام کی اصل حسین تصویر کو اجاگر کرنا تھا۔ وہ بطل جلیل اسلام کے خلاف اور بانی اسلام کے خلاف ہونے والی ہر سازش اور کارروائی کے سامنے ساری عمر سینہ سپر رہا۔ اور اسلام کی حسین تصویر کشی کے قلمی جہاد میں وقف رہا۔ ہاں یہ وہی امام ہے جس کے بارہ میں حضرت رسول مقبول ﷺ نے تاکیدی ارشاد فرمایا تھا:

”جب تم اسے دیکھو تو اس کی ضرور بیعت کرنا خواہ تمہیں برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے۔ کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔“

(مستدرک حاکم کتاب الفتن والملاحم باب خروج المہدی)

ہاں یہ وہی امام ہے جس کے بارہ میں یہ ارشاد نبوی ﷺ حضرت انسؓ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریم کو پائے اسے میری طرف سے سلام پہنچائے۔“ (الدر المنثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

امام مہدیؑ کی اہمیت ہر دور میں بزرگان کے دل میں عیاں رہی ہے۔ اور ان کے دل کی حسرت ان کی تحریروں سے عیاں ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جو کہ بارہویں صدی کے مجدد تھے فرماتے ہیں:

”اس فقیر کی بڑی آرزو ہے کہ اگر حضرت روح اللہ علیہ السلام کا زمانہ پاوے تو پہلا شخص جو سلام پہنچاوے وہ میں ہی ہوں۔ اور اگر وہ زمانہ مجھے نہ ملے تو میری اولاد یا متبعین میں سے جو کوئی اس مبارک زمانہ کو پاوے وہ رسول

اللہ ﷺ کے سلام پہنچانے کی بہت آرزو کرے کیونکہ ہم لشکر محمدیہ ﷺ کے آخری لشکر میں سے ہوں گے۔" (مجموعہ وصایا اربعہ صفحہ ۸۴)

حضرت رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد اُمّت کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا:

"جو شخص (خدا کے مقرر کردہ) امام کو قبول کئے بغیر مر گیا اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔" (مسند احمد بن حنبل جلد ۴، صفحہ ۹۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور آپؑ کی صداقت کی محکم دلیل

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابتداء ہی سے خلوت پسند تھے۔ دنیا سے آپ کو رغبت نہ تھی، آپ کا زیادہ وقت یاد الٰہی اور غور و فکر میں بسر ہوتا تھا۔ آپ کی وہ خلوت گاہیں بیت الفکر اور بیت الدعا کے نام سے موسوم ہیں۔ ربّ کلیم کے مسلسل مکالمہ و مخاطبہ نے آپ کو عوام الناس سے رابطہ پر مجبور کیا تو آپؑ نے فرمایا:

"میں اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لیے بھیجا ہے۔ تاکہ میں اس پر آشوب زمانے میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں۔ اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔" (برکات الدعا روحانی خزائن جلد ۶ ص ۳۴)

آپؑ نے ایک موقع پر فرمایا:

"مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔" (اربعین نمبر ا ص ۴)

نیز یہ بھی فرمایا:

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔" (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۸)

اسی طرح اپنے منظوم کلام میں آپ نے فرمایا:

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اَور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یقین محکم کے ساتھ فرماتے ہیں:

"مجھے اس خدائے کریم کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے۔ میں اسی کی طرف سے ہوں۔ اور اس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں۔ اور اس کے حکم سے کھڑا ہوں۔ اور میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔ اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا۔ جب تک اپنے تمام کام پورے نہ کر لے۔ جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔" (اربعین حصہ سوم صفحہ ۲)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لوگوں کے پاس کون سا ذریعہ ہے جس سے وہ مدعی کے دعاوی کو پرکھ سکیں۔ کیا قرآن کریم اس سلسلہ میں کوئی راہنما اصول بیان فرماتا ہے کہ عوام الناس دھوکہ سے محفوظ رہ سکیں۔ اس سوال کا جواب ہاں میں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی دو آیات بطور نمونہ پیش ہیں۔ ایک جگہ فرمایا: وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (الانعام:۲۲)

(ترجمہ) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جس نے اللہ پر کوئی جھوٹ گھڑا یا اس کی آیات کی تکذیب کی۔ یقیناً ظالم لوگ کامیاب نہیں ہوتے۔

اس آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے مدعی وحی و الہام کو بھی ظالم یعنی کافر قرار دیا ہے اور واضح نشانات کا انکار کرنے والوں کو بھی۔ اور مدعی کی کامیابی ہی اس کی صداقت کی دلیل قرار دی ہے۔ دل میں تقویٰ ہونا شرط ہے۔ حضرت ابو بکرؓ سنتے ہی ایمان لے آئے تھے۔ اسی طرح حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی مرحوم جیسے بزرگ دعوے سے پہلے ہی التجائیں کر رہے تھے۔ کہ

ہم مریضوں کی ہے تمہی پر نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لیے

اگرچہ آپؓ تو دعویٰ کے انتظار ہی میں باذن الٰہی وفات پا گئے۔ مگر آپ کے مکان پر بیعت کا آغاز ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو ہوا اور پہلے روز چالیس سعید فطرت روحوں کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ پہلے خوش نصیب حضرت مولانا نورالدینؓ تھے۔

صداقت مسیح پاک علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت کے لیے دوسری دلیل قرآنی سورۃ الحاقہ کی آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸ ہیں۔ یہ آیات کریمہ حضرت نبی کریم ﷺ کی صداقت کو پرکھنے کے لیے نازل ہوئی تھیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کو جو زبردست معیار سب سے ارفع شان والے نبی کی صداقت کو پرکھنے کے لیے کافی ہو، آپ کے ظل کے لیے اس کو کافی سمجھا جائے۔ وہ معیار یہ ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۵﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۶﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۸﴾

(ترجمہ) اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر

دیتا۔ تو ہم اُسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اُس کی رگِ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اُس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔

یہ آیت خدا تعالیٰ کا عوام الناس پر احسان عظیم ہے۔ اس آیت کی موجودگی میں کوئی جھوٹا مدعی نبوت لوگوں کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔

جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی مندرجہ بالا دونوں آیات کی روشنی میں صداقت کی محکم دلیل ہے۔

صداقت کا منہ بولتا ثبوت۔ الہامات اور پیشگوئیاں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلوت پسندی کے باعث بہت لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا کوئی بیٹا غلام احمد بھی ہے۔ جو جانتے تھے تو وہ بھی آپ کو ملاں اور مسیتڑ کے نام سے جانتے تھے۔ حضورؑ کے والد گرامی کو فکر لاحق تھا کہ ان کی وفات کے بعد آپ کی کفالت کیسے ہوگی؟ ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ ایک بڑا افسر والد صاحب کا دوست ہے۔ آپکے لیے اچھی نوکری کا انتظام ہو سکتا ہے۔ آپ نے والد صاحب کی خدمت میں یہ جواب بھجوایا کہ آپ کی شفقت اور محبت کا میں ممنون ہوں مگر میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا۔ اس پر والد صاحب نے فرمایا کہ اگر غلام احمد نے یہ کہا ہے تو ٹھیک ہے۔ اللہ اس کو ضائع نہیں کرے گا۔

جون ۱۸۷۶ میں حضرت مسیح پاکؑ کسی مقدمہ کے سلسلہ میں لاہور تشریف فرما تھے۔ خواب کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اطلاع دی کہ والد صاحب کی وفات کا وقت قریب ہے۔ اپنی خوابوں اور الہامات پر یقین اتنا پختہ تھا کہ آپ فوراً قادیان واپس تشریف لے آئے۔ واپسی سے اگلے روز الہام ہوا: 'وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ' یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضاء وقدر کا منبع ہے۔ اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا۔

چنانچہ اُسی روز غروب آفتاب کے بعد آپؑ کے والد گرامی کی وفات ہو گئی تو ایک لحظہ کے لیے خیال گزرا کہ اب نجانے کیا مشکلات پیش آئیں۔ اس خیال کا دل میں پیدا ہونا تھا کہ یکدم آپؑ کو دوسرا الہام ہوا: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ حضورؑ فرماتے ہیں:

”اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا۔ اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے خدائے عزوجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے مبشرانہ الہام کو ایسے طور پر سچا کر دکھایا کہ میرے خیال و گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوگا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز متکفل نہ ہوگا۔ میرے پر اس کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ بالکل محال ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں۔“ (کتاب البریہ صفحہ ۱۶۳، ۱۶۲)

حضور علیہ السلام کا ایک الہام ہے: ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“ (الہام ۱۸۹۱ اشاعت الحکم ۱۸۹۸ء)

۱۸۸۹ میں جماعت کا آغاز ہوا۔ ابھی جماعت کی تعداد نہایت کم تھی۔ مخالفین سمجھتے تھے کہ چند رشتہ دار اور دوست اس جماعت میں شامل ہیں۔ اور ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم تیری آواز کو تیرے گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلنے دیں گے۔ کسی نے کہا ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کہا کہ میں نے ہی تجھے اٹھایا تھا میں ہی تجھ گراؤں گا۔ مگر خدا جو مسیح پاکؑ کے ساتھ تھا اس نے تسلی دی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ چنانچہ آج جماعت کا بچہ بچہ اس الہام کا ایم ٹی اے کے ذریعہ پورا ہونے کا گواہ ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے بھی بفضل خدا آج جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے“۔

(روحانی خزائن جلد ۲۰ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۷)

الحمد للہ وہ تخم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بویا تھا اب تناور درخت بن چکا ہے اور اس کی شاخیں اکناف عالم میں پھیل چکی ہیں۔ اور اس کی روح پرور چھاؤں میں لاکھوں کروڑوں سعید روحیں روحانی تسکین حاصل کر رہی ہیں۔

مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمانؑ ہے

حقیقۃالوحی مطبوعہ ۱۹۰۷ء صفحہ نمبر ۲۷۴ کے حاشیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ بالا الہامی شعر درج فرمایا ہے جس میں خدائے عز وجل نے بڑے زور کے ساتھ حاصل کائنات، فخر موجودات نبی آخر الزمان ﷺ کے عالی مقام کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی آپ ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کی طرف بھی اشارہ کرتے ہوئے آپ کو مسیح الزمان قرار دیا ہے۔ اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ جس قدر بلند شان آپ ﷺ کی ہے اسی نسبت سے آپؐ کے غلام صادق اور عظیم روحانی فرزند جلیل کا مقام بھی بلند ہے۔

حضرت الشیخ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں:

(ترجمہ) آخری زمانہ میں مہدی ظاہر ہوگا تو تمام انبیاء علوم و معارف کے لحاظ سے اس کے تابع ہوں گے۔ کیونکہ اس کا دل در حقیقت قلب محمدی ہوگا۔ یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ اس کا باطن دراصل باطن مصطفیٰ ﷺ ہوگا۔

(شرح فصوص الحکم صفحہ ۳۵)